﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ﴿... عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی إسرائیل: ۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۱۹ جولائی ۱۹۹۶ء شمارہ ۲۹

تسبیح و تحمید، تقدیس و تکبیر اور درود و سلام کے پاکیزہ نغمات کے روح پرور ماحول میں

افریقہ، مڈل ایسٹ اور فار ایسٹ کے ممالک کے لئے

ایم ٹی اے کی چوبیس گھنٹے کی عالمی نشریات کا مبارک آغاز

لندن (۷ جولائی) [پریس ڈیسک]: مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (ایم ٹی اے) انٹرنیشنل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی تیزی کے ساتھ عالمی رابطوں کی نئی مہمات کو سر کر رہا ہے۔ اپریل کے آغاز سے ایم ٹی اے کی نشریات ایک نئے سیٹلائٹ کے ذریعہ دو بیم کے واسطہ سے ایشیا اور یورپ کے بہت سے ممالک تک پہنچ رہی تھیں۔ جبکہ نارتھ امریکہ کے لئے الگ سے ایک نظام کے تحت ایم ٹی اے کی چوبیس گھنٹہ کی نشریات جاری ہیں۔ لیکن مڈل ایسٹ کے بعض ممالک اور افریقہ اور فار ایسٹ کے ممالک ۲۴ گھنٹے کی نشریات سننے اور دیکھنے سے محروم تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب گلوبل بیم کے ذریعہ ان ممالک تک بھی ایم ٹی اے کی نشریات پہنچانے کا انتظام ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ۷ جولائی کو محمود ہال لندن میں ایک نہایت مبارک تقریب ہوئی جس میں خصوصیت سے افریقن احباب نے غیر معمولی مسرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مختلف پاکیزہ نغمات کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات میں خوبصورت رنگ بھرے۔ اس تقریب کا نقطہ عروج وہ تھا جب اس کے دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس سٹیج پر رونق افروز ہوئے اور آپ کی بابرکت موجودگی میں غانین بچوں، نوجوانوں اور مستورات نے باری باری حضور کی ہدایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید پر مشتمل پاکیزہ گیت گائے۔ یہ ترانے صرف زبان اور ہونٹوں سے ہی نہیں بلکہ دل اور روح کے ساتھ گائے گئے اور ان کا اثر تمام حاضرین پر نمایاں تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے جذبات سے آنکھوں میں آنسو تھے اور دل اس کے حضور سجدہ ریز۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہوئے محبت کے انداز اپنائے بغیر ہم اللہ کی محبت کو نہیں پا سکتے

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۵ جولائی ۱۹۹۶ء)

(واشنگٹن - امریکہ): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الرحمان واشنگٹن، امریکہ میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آیت قرآنی "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" کی تلاوت فرمائی اور پھر اس آیت کے مضمون کی طرف لوٹنے سے قبل نئے مالی سال کے آغاز کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ مالی تفاصیل اور مختلف ممالک کے چندوں کے موازنے آج پیش نہیں ہونگے بلکہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو تقریر ہونی ہے اس میں ان کا ذکر ہوگا۔ پاکستانی جماعتوں کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ربوہ کی جماعت کو سب سے زیادہ بجٹ ادا کرنے کی توفیق ملی ہے۔ لاہور دوسرے نمبر پر اور کراچی تیسرے نمبر پر ہے۔ اور بیرونی جماعتوں میں امریکہ کی جماعت بھی خدا کے فضل سے ان جماعتوں میں ہے جو مالی قربانی میں تیزی سے آگے بڑھ رہی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے مختصراً کینیڈا اور امریکہ کے جلسہ ہائے سالانہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ہر دو جلسوں کی ہر پہلو سے کامیابی کا ذکر بھی فرمایا اور تمام کارکنان کی محنت اور خلوص اور جذبہ اطاعت کو سراہا۔ حضور نے خصوصیت سے کینیڈا کا ذکر اس پہلو سے بھی فرمایا کہ ان کے غیروں سے ایسے روابط ہیں جن میں وہ سارا سال ان پر نیک اثر ڈالتے ہیں اور پھر جلسہ میں شامل ہو کر ان لوگوں میں تیزی سے نیک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس پہلو سے حضور نے امریکہ کو نصیحت فرمائی کہ اب ایسے پروگرام بنائیں جب اہل امریکہ سے آپ لوگوں کے ذاتی روابط سنجیدگی سے اور اخلاص کے ساتھ آگے بڑھیں۔ یہاں تک کہ وہ آپ کا اثر قبول کرنے لگیں۔ اور جب تک ہم امریکہ پر اثر انداز نہیں ہوتے تمام بنی نوع انسان پر اثر انداز ہونا مشکل کام ہے۔ کیونکہ دنیا کی بہت سی بڑی بڑی قومیں بھی امریکہ کی نقل کرنا باعث فخر سمجھتی ہیں اور اس وقت تک وہ امریکہ کی ہر بری بات میں پیروی کرتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے امریکہ کے جلسہ سالانہ میں سات ہزار سے زائد کی حاضری کو بہت خوش کن اور امریکہ کے لئے ایک سنگ میل قرار دیا اور فرمایا کہ اللہ اسے آگے بڑھانے کی توفیق بخشے۔ حضور نے فرمایا کہ تبلیغ کے ذریعہ بڑھنا آج وقت کی ضرورت ہے۔ اس پہلو سے خدا کے فضل سے اس سال امریکہ میں نئے ترقی کے آثار دکھائی دئے ہیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیت قرآنی کے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے اللہ کی محبت کو سمجھنا ہمارے لئے ضروری بھی ہے اور اس محبت کو نہایت ہی آسان اور پرلطف بنا دینے والا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے مختلف احادیث نبویہ بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے محبت کے مختلف نمونے بیان فرمائے اور بتایا کہ آپؐ کا دل چاہتا تھا کہ ہر دل آپؐ ہی کی طرح خدا کی محبت میں گرفتار ہو جائے۔ حضور نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے غلاموں کی ہر کامیابی پر خوش ہوتے تھے اور اپنے غلاموں کی کسی کامیابی پر آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ حضور نے بتایا کہ اگر آپ کو دنیا سے ایسا پیار ہے کہ وہ خدا کے پیار کے رستے میں حائل ہو جاتی ہے تو آپ دنیا سے بےنیاز نہیں ہیں اور خدا کی محبت کے حصول کے لئے دنیا سے بےنیازی ضروری ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کے حوالے سے غیروں سے پیار کرنا فطرت کے خلاف نہیں بلکہ فطرت کے مطابق ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سکھائے ہوئے محبت کے انداز کو اپنائے بغیر ہم اللہ کی محبت کو نہیں پا سکتے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اشعار کے حوالہ سے بھی محبت کے مضمون کو بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھنا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھ سے دیکھیں اور خدا کو دیکھنا ہے تو محمدؐ رسول اللہ کی آنکھ سے دیکھیں۔ یہی ایک رستہ ہے جو محبت الٰہی پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے علاوہ سب قصے کہانیاں ہیں۔

مختصرات

کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے بعد اب امریکہ کی باری تھی۔ جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کا اڑتالیسواں جلسہ سالانہ ۲۸ جون سے مسجد بیت الرحمان واشنگٹن میں شروع ہوا۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس میں شرکت فرمائی اور اس موقع پر ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے نہایت روح پرور نظارے اور مواقع عطا فرمائے۔ حضور انور کا ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ، ہفتہ کے روز مستورات سے خطاب اور جلسہ سالانہ کے آخری روز کا اختتامی خطاب براہ راست ایم ٹی اے کے دوطرفہ Live رابطہ کے ذریعہ ساری دنیا میں دیکھے اور سنے گئے۔ ان تینوں مواقع پر واشنگٹن اور لندن کے اجتماعات کے نظارے ایک ساتھ پیش کئے جاتے رہے اور لندن کے احباب نے واشنگٹن سے بلند ہونے والے نعرہ ہائے تکبیر کے فلک شگاف جوابات دئے۔ خطاب کے بعد حضور انور نے واشنگٹن سے اس دوطرفہ رابطہ کے ذریعہ بچوں کی کلاس سے براہ راست گفتگو بھی فرمائی اور بچوں نے مختلف نظمیں سنائیں۔ یہ ساری کیفیات ایسی تھیں جن میں ساری دنیا کے عالمگیر ناظرین بھی واشنگٹن اور لندن کے حاضرین کے ساتھ شامل تھے اور ان ایمان افروز نظاروں پر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود تھے۔ اللہ تعالیٰ ساری جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے اس نئے دور میں داخلہ از حد مبارک کرے اور اس کی برکات کا دامن وسیع تر فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

- ○○○○○○○ -

ہفتہ ۲۹ جون ۱۹۹۶ء.

حضور انور کے ارشاد کے مطابق خاکسار نے بچوں اور بچیوں کی کلاس لی۔ بچوں اور بچیوں کو عمر کے لحاظ سے دو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا اور ان کے درمیان قرآن مجید کی معلومات کا باہمی مقابلہ کروایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مقابلے بہت دلچسپ اور مفید ثابت ہوئے اور اس طریقہ سے قرآن مجید کے بارہ میں بنیادی معلومات ان کے ذہن نشین کروائی گئیں۔

اتوار ۳۰ جون ۱۹۹۶ء.

انگریزی زبان کی ایک مجلس سوال و جواب دوبارہ پیش کی گئی۔

سوموار، منگل۔ یکم و ۲ جولائی ۱۹۹۶ء.

ترجمۃ القرآن کے سلسلہ میں دو گزشتہ کلاسوں کی ریکارڈنگ نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی۔

بدھ و جمعرات، ۳، ۴ جولائی ۱۹۹۶ء.

ان دو دنوں میں ہومیوپیتھی کی دو گزشتہ کلاسوں کا پروگرام ناظرین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

جمعۃ المبارک ۵ جولائی ۱۹۹۶ء.

آج اردو زبان میں ایک سابقہ مجلس سوال و جواب کی ریکارڈنگ دوبارہ پیش کی گئی۔

(ع - م - ر)

اداریہ

ہمارا جلسہ سالانہ

یوں تو ساری دنیا میں ہر روز ہی کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی میلہ یا اجتماع یا کانفرنس یا جلسہ ہو رہا ہوتا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ ان دنیوی اجتماعات اور کانفرنسوں سے بالکل مختلف ایک امتیازی شان و شوکت کے حامل جلسے ہوتے ہیں۔ خصوصیت سے وہ جلسہ ہائے سالانہ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام نے خود بنفس نفیس شمولیت فرمائی یا آپ کی وفات کے بعد آپ کے مقدس خلفاء شامل ہوتے ہیں ان جلسوں کی اہمیت اور فضیلت اور ان میں شمولیت کی برکات غیر معمولی عظمت و شان رکھتی ہیں۔ یہ محض کوئی دعویٰ نہیں بلکہ ایسی حقیقت ہے جس پر وہ تمام افراد شاہد ہیں جو خلوص نیت اور حسن ارادہ کے ساتھ ایسے جلسوں میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مشاہدہ کرتے اور ان سے اپنے قلب و روح کی تازگی اور تقویت ایمان کے سامان کرتے ہیں۔ ان جلسوں کی اہمیت میں یہ بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اس کی بنیاد امام الزماں، مہدی دوراں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی اور تاکیدی ہدایت فرمائی کہ:

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے"۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض یہ بھی ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات دینی وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو"۔

آپ نے فرمایا کہ "ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔

اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت جل شانہ کوشش کی جائے گی۔

اور اس روحانی سلسلہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے"۔

اسی طرح حضور علیہ السلام نے اس جلسہ کا مدعا یہ بیان فرمایا کہ "ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔ اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں"۔

ان ارشادات عالیہ کا ایک ایک لفظ، ایک ایک حرف گنجینہ معانی ہے اور جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے ایک لائحہ عمل اور ایک پیغام اور نصیحت کا رنگ رکھتا ہے۔ اگلے جمعہ یعنی ۲۶ جولائی سے اسلام آباد (ٹلفورڈ) برطانیہ میں بھی انہیں اغراض و مقاصد کو لئے ہوئے ایک مبارک جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شامل ہو کر اپنے روح پرور خطابات سے نوازیں گے اور تمام حاضرین کو براہ راست آپ کی زیارت اور ملاقات کی سعادت نصیب ہوگی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد میں طلب علم، حل مشکلات دین، ہمدردی اسلام اور زیارت صالحین اور ملاقات اخوان کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"زیارت صالحین کے لئے سفر کرنا قدیم سے سنت سلف صالح چلی آئی ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بداعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہوگا تو اللہ جل شانہ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کے لئے کبھی تو گیا تھا؟ تو وہ کہے گا بالارادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہو گئی تھی۔ تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو۔ میں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صہ ۳۵۸)

ہمیں امید ہے کہ تمام احباب جماعت احمدیہ برطانیہ خاص طور پر اور دیگر قریب کے ممالک سے بھی صاحب حیثیت و مقدرت احباب، سوائے اس کے کہ ایسے مواقع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا حد اختیار سے باہر ہو جائے، حتی الوسع والطاقت "محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے" خلوص نیت اور حسن ارادہ کے ساتھ اس جلسہ میں شامل ہونے کی بھرپور کوشش فرمائیں گے "جس میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی"۔

کیا ہی مبارک اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مسیح پاک علیہ السلام کی ان دعاؤں کے حق دار ٹھہرتے ہیں جو آپ نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے فرمائی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہریک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے۔ اور ان کے ہم و غم دور فرماوے۔ اور ان کی ہریک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا!! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہریک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین"۔

ایم ٹی اے کی چوبیس گھنٹے کی عالمی نشریات کا مبارک آغاز

حضور ایدہ اللہ نے افریقہ کے لئے ایم ٹی اے کے اس عالمی رابطہ کے آغاز پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے افریقہ کو مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا آج افریقہ سیاہ نہیں بلکہ اسلام کے نور سے چمک دمک رہا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج دنیا زندگی کی حقیقتوں سے غافل ہے۔ خدا کی حقانیت سے ناواقف ہے اور فی الواقعہ وہ مردوں کی طرح ہیں لیکن ہم انہیں مرنے نہیں دیں گے، انشاء اللہ۔ یہ ہماری امید اور ہمارا عزم ہے۔ ہم انہیں خدا کے نام پر اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام پر زندہ کریں گے۔ حضور ایدہ اللہ نے افریقہ کے مختلف ممالک میں خدمات بجالانے والے بعض پرانے مبلغین کی خدمات کا ذکر بھی فرمایا۔

ایم ٹی اے کی گلوبل ٹرانسمیشن کے موقع پر منعقدہ اس نہایت پروقار اور پر مسرت تقریب کے پہلے اجلاس کی صدارت امیر جماعت احمدیہ یو کے مکرم آفتاب احمد خان صاحب نے فرمائی۔ امیر صاحب یو کے نے تقریب کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ہمارے دل خدا تعالیٰ کے شکر اور اس کی حمد سے لبریز ہیں کہ جس نے ہمیں ایم ٹی اے جیسی نعمت سے نوازا۔ اور اس کے ذریعہ ایک بار پھر پوری شان کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" پورا ہوا۔ آپ نے ایم ٹی اے کی مختصر تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ سیٹلائٹ کے ذریعہ پہلا ایم ٹی اے کا پروگرام ۱۹۹۱ء میں شروع ہوا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا پر حاوی ہے اور افریقی ممالک بھی اس سے مستفید ہونے لگے ہیں۔ آپ نے ایم ٹی اے کے جملہ کارکنان کا شکریہ ادا کیا جو دن رات نہایت محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں۔

اجلاس میں محمد اسماعیل بی کے آڈو صاحب نے جن کا تعلق گھانا سے ہے مغربی افریقہ میں احمدیت کے نفوذ کے موضوع پر تقریر کی اور بتایا کہ کس طرح جماعت احمدیہ کے اولین مجاہد مبلغین نے مغربی افریقہ کے ممالک میں احمدیت کا بیج بویا پھر اس کی آبیاری کی اور آج ہم ان کا پھل دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے خصوصی طور پر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ، حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب حکیم رضی اللہ عنہ، مولانا نذیر احمد صاحب علی، مولانا نذیر احمد صاحب مبشر اور مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کی تبلیغی مساعی کا ذکر فرمایا۔ انہوں نے سکولوں، ہسپتالوں اور خاص طور پر مشنری سکول کے اجراء کا ذکر فرماتے ہوئے جماعت احمدیہ کی ان میدانوں میں خدمات کا تذکرہ کیا۔

ان کے بعد مولانا عبدالکریم صاحب شرما نے جو لمبا عرصہ مشرقی افریقہ میں بطور مبلغ خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں، مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے نفوذ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ مشرقی افریقہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ہی صحابہ حضرت مسیح موعودؑ وہاں پہنچ گئے تھے اور ان کی پاکیزہ زندگی اور نیک نمونہ کو دیکھ کر لوگ احمدیت میں داخل ہوتے گئے۔ انہوں نے بتایا کہ مشرقی افریقہ کی زمین کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہاں بعض صحابہ حضرت مسیح موعودؑ دفن ہیں۔ آپ نے مشرقی افریقہ کے ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا کہ آج احمدیت ان ممالک میں پوری طرح مستحکم ہے۔

اجلاس کے آخر میں الحاج حمزہ صاحب نے جو نائجیریا سے تعلق رکھتے ہیں اپنی مختصر سی تقریر میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ ہمیں ایم ٹی اے کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ دن قریب ہیں جب پورا افریقہ احمدیت کی آغوش میں آجائے گا۔

اجلاس میں وقفے وقفے سے ناصرات الاحمدیہ یو کے نے عربی قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، خدام الاحمدیہ افریقہ نے "مہدی آگیا" کے عنوان سے ترانہ پیش کیا۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے رونق افروز ہونے پر ہوا۔ اس اجلاس کا آغاز بھی تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم منیر عودہ صاحب، ایک عرب نوجوان نے کی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں آج کوئی رسمی خطاب نہیں کرنا چاہتا بلکہ آپ لوگوں کے ساتھ مل کر اس مبارک دن کی خوشیوں میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ آج دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں احمدیت پر سورج طلوع نہ ہو رہا ہو۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "سراجاً منیراً" کہا گیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سورج ہی تمام دنیا کو منور کر رہا ہے اور ان پر برکتیں نازل کر رہا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تازہ ترین رپورٹوں کے مطابق اس وقت تک ہمارا ایم ٹی اے کے ذریعہ رابطہ آئیوری کوسٹ، ماریشس، کینیا، یوگنڈا اور گھانا وغیرہ ممالک سے ہو چکا ہے اور وہ آج کی محفل میں ہمارے ساتھ شریک ہیں مگر دیگر افریقی ممالک میں ڈش انٹینا ز وغیرہ کو سیٹ کرنے اور رابطہ ہونے میں کچھ دیر لگے گی اور جلد ہی افریقہ کا کونہ کونہ ایم ٹی اے کی برکات سے مستفید ہونے لگے گا۔ آپ نے ایم ٹی اے کے فیض کی ایک مثال دیتے ہوئے بتایا کہ پاکستان کے ایک ملاں نے حضور کو خط لکھا جس میں بتایا کہ ایک احمدی دوست کی وساطت سے انہوں نے درس القرآن ایم ٹی اے کے ذریعہ سنا اور اس دن سے اس کی کایا پلٹ گئی۔ انہوں نے لکھا کہ افسوس کہ ساری زندگی احمدیت کی مخالفت میں اکارت گئی مگر اب میں ادھر ہوں جدھر قرآن ہے۔

حضور نے فرمایا کہ پاکستان کا میں نے اس لئے ذکر کیا کہ وہ پہلا ملک ہے جہاں خلافت کا تعلق احمدیوں سے توڑنے کی کوشش کی گئی مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اب خلیفہ کا تعلق پوری دنیا کی جماعتوں سے مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے اور کوئی حکومت اس سلسلہ میں کچھ نہیں کر سکتی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خواب پورے ہو رہے ہیں اور ہم اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جس دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچے اور لوگ اس پیغام پر ایمان لاتے ہوئے رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجنے لگ جائیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے کارکنان کو ہدایت فرمائی کہ افریقہ کے مختلف ممالک سے جو اس خاص موقعہ پر پروگرام بھجوائے گئے ہیں ان کی جھلکیاں پیش کریں۔ چنانچہ گیمبیا، ماریشس، نائجیریا، سیرالیون، یوگنڈا اور تنزانیہ کے پروگراموں کی جھلکیاں دکھائی گئیں۔

اجلاس میں ناصرات الاحمدیہ یو کے، خدام الاحمدیہ افریقہ اور ممبرات لجنہ افریقی ممالک نے ترانے پیش کئے۔

دنیا کو آزادی دینے والا نبیؐ

[سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا یہ مضمون
الفضل قادیان دارالامان ۱۲ جون ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا]

"........ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو ایسا شاندار ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ میں کس پہلو کو اختیار کروں اور کس کو چھوڑوں اور انتخاب کی آنکھ خیرہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ لیکن میں اس زمانہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے مضمون کے لئے آپؐ کی زندگی کے اس حصہ کو لیتا ہوں کہ کس طرح آپؐ نے دنیا کو اس غلامی سے نجات دلائی جو ہمیشہ سے دنیا کے گلے کا ہار ہو رہی تھی اور وہ عورتوں کی غلامی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے عورتیں ہر ملک میں غلام اور مملوک کی طرح تھیں اور ان کی غلامی مردوں پر بھی اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی تھی کیونکہ لونڈیوں کے بچے آزادی کی روح کو کامل طور پر جذب نہیں کر سکتے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ سے عورت اپنی خوبصورتی یا خوب سیرتی کے زور سے بعض مردوں پر حکومت کرتی چلی آئی ہے لیکن یہ آزادی حقیقی آزادی نہ تھی کیونکہ یہ بطور حق کے حاصل نہ تھی بلکہ بطور استثناء کے تھی اور ایسی استثنائی آزادی کبھی صحیح جذبات کے پیدا کرنے کا موجب نہیں ہو سکتی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ہوئی ہے اس وقت تک کسی مذہب اور قوم میں عورت کو ایسی آزادی حاصل نہ تھی کہ اسے بطور حق کے وہ استعمال کر سکے۔ بیشک بعض ملک جہاں کوئی بھی قانون نہ تھا وہ ہر قسم کی قیود سے آزاد تھے لیکن اسے بھی آزادی نہیں کہا جا سکتا اسے آوارگی کہا جائے گا۔ آزادی وہ ہے جو تمدن اور تہذیب کے قواعد کو پورا کرتے ہوئے حاصل ہو۔ ان قواعد کو توڑ کر جو حالت پیدا ہو وہ آزادی نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ وہ بلند ہمتی پیدا کرنے کا موجب نہیں بلکہ پست ہمتی پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور اس سے قبل عورت کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی جائیداد کی مالک نہ تھی۔ اس کا خاوند اس کی جائیداد کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ اسے اس کے باپ کے مال میں سے حصہ نہ دیا جاتا تھا۔ وہ اپنے خاوند کے مال کی بھی وارث نہیں سمجھی جاتی تھی گو بعض ملکوں میں اس کی حین حیات وہ اس کی متولی رہتی تھی۔ اس کا نکاح جب کسی مرد سے ہو جاتا تھا تو یا تو وہ ہمیشہ کے لئے اس کی قرار دے دی جاتی تھی اور کسی صورت میں اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتی تھی اور یا پھر اس کے خاوند کو تو اختیار ہوتا تھا کہ اسے جدا کر دے لیکن اسے اپنے خاوند سے جدا ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں تھا خواہ اسے کس قدر ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔ خاوند اگر اسے چھوڑ دے اور اس سے سلوک نہ رکھے یا کہیں بھاگ جائے تو اس کے حقوق کی حفاظت کا کوئی قانون مقرر نہ تھا۔ اس کا فرض سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنے بچوں کو اور اپنے آپ کو لے بیٹھی رہے اور محنت مزدوری کر کے اپنے آپ کو بھی پالے اور بچوں کو بھی پالے۔ خاوند کا اختیار سمجھا جاتا تھا کہ وہ ناراض ہو کر اسے مار پیٹ لے اور اس کے خلاف وہ آواز نہیں اٹھا سکتی تھی۔ اگر خاوند فوت ہو جائے تو بعض ملکوں میں وہ خاوند کے رشتہ داروں کی ملکیت سمجھی جاتی تھی وہ جس سے چاہیں اس کا رشتہ کر دیں خواہ بطور احسان کے یا قیمت لے کر بلکہ بعض جگہ وہ خاوند کی جائیداد سمجھی جاتی تھی۔

بعض خاوند بیویوں کو فروخت کر دیتے تھے یا جوئے اور شرطوں میں ہار دیتے تھے اور وہ بالکل اپنے اختیارات کے دائرے میں سمجھے جاتے تھے۔ عورت کا بچوں پر کوئی اختیار نہیں سمجھا جاتا تھا، نہ خاوند کا زوجیت کی صورت میں، نہ اس سے علیحدگی کی صورت میں۔ عورت گھر کے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں رکھتی تھی۔ اور دین میں بھی خیال رکھا جاتا تھا کہ وہ کوئی درجہ نہیں رکھتی۔ دائمی نعمتوں میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ خاوند عورتوں کی جائیداد کو اڑا دیتے تھے اور اس کو بغیر کسی گزارہ کے چھوڑ دیتے تھے۔ وہ بیچاری اپنے مال میں سے صدقہ خیرات یا رشتہ داروں کی خدمت کرنے کی مجاز نہ تھی جب تک کہ خاوند کی مرضی نہ ہو اور وہ خاوند جس کے دانت اس کی جائیداد پر ہوتے تھے کبھی اس معاملہ میں راضی نہ ہوتا تھا۔ ماں باپ جن کا نہایت ہی گہرا اور محبت کا رشتہ ہے ان کے مال سے وہ محروم کر دی جاتی تھی حالانکہ جس طرح لڑکے ان کی محبت کے حق دار ہوتے ہیں اسی طرح لڑکیاں ہوتی ہیں۔ جو ماں باپ اس نقص کو دیکھ کر اپنی لڑکیوں کو اپنی زندگی میں کچھ دے دیتے تھے ان کے خاندانوں میں فساد پڑ جاتا تھا کیونکہ لڑکے یہ تو سوچتے تھے کہ باپ ماں کے مرنے کے بعد وہ اس کی سب جائیداد کے وارث ہونگے۔ ہاں یہ ضرور محسوس کرتے تھے کہ ان کے ماں باپ ان کی نسبت لڑکیوں کو زیادہ دیتے ہیں۔ اسی طرح خاوند جس سے کامل اتحاد کا رشتہ ہوتا تھا اس کے مال سے بھی اسے محروم رکھا جاتا تھا۔ خاوند کے دور دور کے رشتہ دار تو اس کی جائیداد کے وارث ہو جاتے اور وہ عورت جو اس کی محرم راز اور عمر بھر کی ساتھی ہوتی جس کی محنت اور جس کے کام کا بہت سا دخل خاوند کی کمائی میں تھا وہ اس کی جائیداد سے محروم کر دی جاتی تھی۔ یا پھر وہ خاوند کی ساری ہی جائیداد کی نگران قرار دے دی جاتی لیکن وہ اس کے کسی حصہ میں تصرف سے محروم تھی اور وہ اس کی آمد کو تو خرچ کر سکتی تھی لیکن اس کے کسی حصہ کو استعمال نہیں کر سکتی تھی اور اس طرح بہت سے صدقات جاریہ میں اپنی خواہش کے مطابق حصہ لینے سے محروم رہتی تھی۔ خاوند اس پر خواہ کس قدر ظلم کرے وہ اس سے جدا نہیں ہو سکتی تھی یا جن قوموں میں جدا ہو سکتی تھی ایسی شرائط پر کہ بہت سی شریف عورتیں اس جدائی سے موت کو ترجیح دیتی تھیں۔ مثلاً جدائی کی یہ شرط تھی کہ خاوند یا عورت کی بدکاری ثابت کی جائے اور پھر اس کے ساتھ ظلم بھی ثابت کیا جائے۔ اور اس سے بڑھ کر ظلم یہ تھا کہ بہت سی صورتوں میں جب عورت کا خاوند کے ساتھ رہنا ناممکن ہوتا تھا تو اسے کامل طور پر جدائی کرنے کی بجائے صرف علیحدہ رہنے کا حق دیا جاتا تھا جو خود ایک سزا ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنی زندگی کو بے مقصد بسر کرنے پر مجبور ہوتی ہے یا پھر یہ ہوتا تھا کہ خاوند جب چاہے عورت کو جدا کر دے۔ لیکن عورت کو اپنی علیحدگی کا مطالبہ کرنے کا کسی صورت میں اختیار نہ تھا۔ اگر خاوند اسے معلقہ چھوڑ دیتا یا ملک چھوڑ جاتا اور خبر نہ لیتا تو عورت کو مجبور کیا جاتا کہ وہ اس کا انتظار عمر بھر کرتی رہے اور اسے اپنی عمر کو ملک اور قوم کے لئے مفید طور پر بسر کرنے کا اختیار نہ تھا۔ شادی کی زندگی بجائے آرام کے اس کے لئے مصیبت بن جاتی تھی۔ اس کا کام ہوتا کہ وہ خاوند اور بیوی دونوں کا کام بھی کرے اور خاوند کا انتظار بھی کرے۔ خاوند کا فرض یعنی گھر کے اخراجات کے لئے کمانا بھی اس کے سپرد ہو جاتا اور عورت کی ذمہ داری کہ بچوں کی نگہداشت اور اس کی پرورش کرے یہ بھی اس کے سپرد رہتا۔ ایک طرف قلبی تکلیف، دوسری طرف مادی ذمہ داریاں۔ یہ سب اس بیکس جان کے لئے روا رکھی جاتی تھیں۔ اور عورتوں کو مارا پیٹا جاتا اور اسے خاوند کا جائز حق تصور کیا جاتا۔ خاوندوں کے مرنے کے بعد عورتوں کا زبردستی خاوند کے رشتہ داروں سے نکاح کر دیا جاتا تھا یا اور کسی شخص کے پاس قیمت لے کر بیچ دیا جاتا بلکہ خاوند خود اپنی عورتوں کو بیچ ڈالتے۔ پانڈوں جیسے عظیم الشان شہزادوں نے اپنی بیویوں کو جوئے میں ہار دیا اور ملک کے قانون کے سامنے دروپدی جیسی شریف شہزادی اف نہ کر سکی۔ بچوں کی تعلیم یا پرورش میں ماؤں کی رائے نہ لی جاتی تھی اور ان کا بچوں پر کوئی حق نہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ اگر ماں باپ میں جدائی واقع ہو تو بچوں کو باپ کے سپرد کیا جاتا تھا۔ عورت کا گھر سے کوئی تعلق نہ سمجھا جاتا تھا نہ خاوند کی زندگی میں نہ بعد۔ جب چاہتا خاوند اسے گھر سے نکال دیتا تھا اور وہ بے خانماں ہو کر ادھر ادھر پھرتی رہتی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ان سب ظلموں کو یک قلم مٹا دیا گیا۔ آپؐ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے عورتوں کے حقوق کی نگہداشت خاص طور پر سپرد فرمائی ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ مرد اور عورت بلحاظ انسانیت برابر ہیں اور جب وہ مل کر کام کریں تو جس طرح مرد کو بعض حقوق عورت پر حاصل ہوتے ہیں اسی طرح عورت کو مرد پر بعض حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ عورت اسی طرح جائیداد کی مالک ہو سکتی ہے جس طرح مرد ہو سکتا ہے اور خاوند کا کوئی حق نہیں کہ عورت کے مال کو استعمال کرے جب تک عورت خوشی سے بطور ہدیہ اسے کچھ نہ دے۔ اس سے جبراً مال لینا یا اس طرح لینا کہ شبہ ہو کہ عورت کی حیا انکار سے مانع رہی ہے نادرست ہے۔ خاوند بھی جو کچھ ہدیہ اسے دے وہ عورت کا ہی مال ہوگا اور خاوند اسے واپس نہیں لے سکے گا۔ وہ اپنی ماں اور اپنے باپ کے مال کی اسی طرح وارث ہوگی جس طرح کہ بیٹے اپنے ماں باپ کے وارث ہوتے ہیں۔ ہاں چونکہ خاندانی ذمہ داریاں مرد پر ہوتی ہیں اور عورت پر صرف اپنی ذات کا بار ہوتا ہے اس لئے اسے مرد سے آدھا حصہ ملے گا۔ اسی طرح ماں بھی اپنے بیٹے کے مال سے اسی طرح حصہ پائے گی جس طرح باپ۔ گو مختلف حالات اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے کبھی باپ کے برابر اور کبھی کم حصہ اسے ملے گا۔ وہ اپنے خاوند کے مرنے پر اس کے مال کی بھی وارث ہوگی خواہ اولاد ہو یا نہ ہو کیونکہ اسے دوسرے کا دست نگر نہیں بنایا جا سکتا۔ اس کی شادی بے شک ایک پاک اور مقدس عہد ہے جس کا توڑنا بعد اس کے کہ مرد اور عورت نے ایک دوسرے سے انتہائی بے تکلفی پیدا کر لی نہایت معیوب ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ اگر عورت اور مرد کی طبیعت میں خطرناک اختلاف ثابت ہو یا مذہبی، جسمانی، مالی، تمدنی، طبعی مغائرت کے باوجود انہیں مجبور کیا جائے کہ وہ اس عہد کی خاطر اپنی عمر کو برباد کر دیں اور اپنی پیدائش کے مقصد کو کھو دیں۔ جب ایسے اختلافات پیدا ہو جائیں اور مرد اور عورت متفق ہوں کہ اب اکٹھے نہیں رہ سکتے تو وہ اس معاہدہ کو بہ رضامندی باطل کر دیں۔ اور اگر مرد اس خیال کا ہو اور عورت نہ ہو تو آپس میں اگر کسی طرح سمجھوتا نہ ہو سکے تو ایک پنچایت ان کے درمیان فیصلہ کرے جس کے دو ممبر ہوں ایک مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے۔ پھر اگر وہ فیصلہ کریں کہ ابھی عورت اور مرد کو کچھ مدت مل کر رہنا چاہئے تو چاہئے کہ ان کے بتائے ہوئے طریق پر مرد اور عورت مل کر رہیں۔ لیکن جب اس طرح بھی اتفاق نہ پیدا ہو تو مرد عورت کو جدا کر سکتا ہے لیکن اس صورت میں اس نے جو مال اسے دیا ہے وہ اسے واپس نہیں لے سکتا۔ بلکہ مہر بھی اسے پورا ادا کرنا ہوگا۔ برخلاف اس کے اگر عورت مرد سے جدا ہونا چاہے تو وہ قاضی سے درخواست کرے اور اگر قاضی دیکھے کہ کوئی بداخلاقی کا محرک اس کے پیچھے نہیں ہے تو وہ اسے علیحدگی کا حکم دے اور اس صورت میں اسے چاہئے کہ خاوند کا ایسا مال جو اس کے پاس محفوظ ہو یا مہر اسے واپس کر دے۔ اور اگر عورت کا خاوند اس کے حقوق مخصوصہ کو ادا نہ کرے یا اس سے کلام وغیرہ چھوڑ دے یا اس کو الگ سلائے تو اس کی مدت مقرر ہونی چاہئے اور اگر وہ چار ماہ سے زائد اس کام کا مرتکب ہو تو اسے مجبور کیا جائے کہ یا اصلاح کرے یا طلاق دے۔ اور اگر وہ اس کو خرچ وغیرہ دینا بند کر دے یا کہیں چلا جائے اور اس کی خبر نہ لے تو اس کا نکاح فسخ قرار دیا جائے (تین سال تک کی مدت فقہائے اسلام نے بیان کی ہے) اور اسے آزاد کیا جائے کہ وہ دوسری جگہ نکاح کر لے اور ہمیشہ خاوند کو اپنی بیوی اور بچوں کے خرچ کا ذمہ دار قرار دیا جائے۔ خاوند کو اپنی بیوی کو مناسب تنبیہ کا اختیار ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ تنبیہ سزا کا رنگ اختیار کرے تو اس پر لوگوں کو گواہ مقرر کرے اور جرم کو ظاہر کرے اور گواہی پر اس کی بنیاد رکھے اور سزا ایسی نہ ہو جو دیرپا اثر

fozman
foods

A LEADING BUYING
GROUP FOR
GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD,
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

چھوڑنے والی ہو۔ خاوند اپنی بیوی کا مالک نہیں وہ اسے بیچ نہیں سکتا نہ اسے خادموں کی طرح رکھ سکتا ہے۔ اس کی بیوی اس کے کھانے پینے میں اس کے ساتھ شریک ہے اور اس کے ساتھ سلوک اپنی حیثیت کے مطابق اسے ادا کرنا ہوگا اور جس طبقہ کا خاوند ہے اس سے کم سلوک اسے جائز نہ ہوگا۔ خاوند کے مرنے کے بعد اس کے رشتہ داروں کو بھی اس پر کوئی اختیار نہیں، وہ آزاد ہے۔ نیک صورت دیکھ کر اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ اس سے اسے روکنے کا کسی کو حق نہیں نہ اسے مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک خاص جگہ پر رہے، صرف چار ماہ دس دن تک اسے خاوند کے گھر ضرور رہنا چاہئے تا اس وقت تک تمام حالات ظاہر ہو جائیں جو اس کے خاوند کے دوسرے متعلقین کے حقوق پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ عورت کو اس کے خاوند کی وفات کے بعد سال بھر تک علاوہ اس کے ذاتی حق کے خاوند کے مکان میں سے نہیں نکالنا چاہئے تا اس عرصہ میں وہ اپنے حصہ سے اپنی رہائش کا انتظام کر سکے۔ خاوند بھی ناراض ہو تو خود گھر سے الگ ہو جائے، عورت کو گھر سے نہ نکالے کیونکہ گھر عورت کے قبضہ میں سمجھا جاتا ہے۔ بچوں کی تربیت میں عورت کا بھی حصہ ہے اس سے مشورہ لے لینا چاہئے اور اسے بچہ کے متعلق کوئی تکلیف نہیں دینی چاہئے۔ دودھ پلوانے، نگرانی وغیرہ بچہ کے متعلق تمام امور میں اس سے پوچھ لینا چاہئے اور اگر عورت اور مرد آپس میں نبھاؤ کو ناممکن پاکر جدا ہونا چاہیں تو چھوٹے بچے ماں ہی کے پاس رہیں ہاں جب بڑے ہو جائیں تو تعلیم وغیرہ کے لئے باپ کے سپرد کئے جائیں۔ جب تک بچے ماں کے پاس رہیں ان کا خرچ باپ دے بلکہ ماں کو ان کے لئے جو وقت خرچ کرنا پڑے اور کام کرنا پڑے تو اس کی بھی مالی مدد خاوند کو کرنی چاہئے۔ عورت مستقل حیثیت رکھتی ہے اور دینی انعامات بھی وہ ہر قسم کے پا سکتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی وہ اعلیٰ درجہ کے انعامات پائے گی اور اس دنیا میں بھی حکومت کے مختلف شعبوں میں وہ حصہ لے سکتی ہے اور اس صورت میں اس کے حقوق کا ویسا ہی خیال رکھا جائے گا جس طرح مردوں کے حقوق کا۔

یہ وہ تعلیم ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دی جب اس کے بالکل برعکس خیالات دنیا میں رائج تھے۔ آپ نے ان احکام کے ذریعہ عورت کو اس غلامی سے آزاد کرا دیا جس میں وہ ہزاروں سال سے مبتلا تھی، جس میں وہ ہر ملک میں پابندی کی جاتی تھی، جس کا طوق ہر مذہب اس کی گردن میں ڈالتا تھا۔ ایک شخص نے ایک ہی وقت میں ان دیرینہ قیود کاٹ دیا اور دنیا بھر کی عورتوں کو آزاد کر دیا اور ماؤں کو آزاد کر کے بچوں کو بھی غلامی کے خیالات سے محفوظ کر لیا اور اعلیٰ خیالات اور بلند حوصلگی کے جذبات کے ابھرنے کے سامان پیدا کر دئے۔

مگر دنیا نے اس خدمت کی قدر نہ کی اس نے وہی بات جو احسان کے طور پر تھی اسے ظلم قرار دیا۔ طلاق اور خلع کو فساد قرار دیا ورثہ کو خاندان کی بربادی کا ذریعہ، عورت کے مستقل حقوق کو خانگی زندگی کا تباہ کرنے والا اور وہ اسی طرح کرتی چلی گئی اور کرتی چلی گئی اور تیرہ سو سال تک وہ اپنی نابینائی سے اس بینا کی باتوں پر ہنستی چلی گئی اور اس کی تعلیم کو خلاف اصول فطرت قرار دیتی چلی گئی یہاں تک کہ وقت آگیا کہ خدا کے کلام کی خوبی ظاہر ہو اور جو تہذیب و شائستگی کے دعویدار تھے وہ رسول کریمؐ کی تہذیب سکھانے والے احکام کی پیروی کریں۔ ان میں سے ہر اک حکومت ایک ایک کر کے اپنے قوانین کو بدلے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصول کی پیروی کرے۔

انگریزی قانون جو طلاق اور خلع کے لئے کسی ایک فریق کی بدکاری اور ساتھ ہی ظلم اور مارپیٹ کو لازمی قرار دیتا ہے، ۱۹۳۳ء بدل دیا گیا۔ اور صرف بدکاری بھی طلاق اور خلع کا موجب تسلیم کر لی گئی۔

نیوزی لینڈ میں ۱۹۱۲ء میں فیصلہ کر دیا گیا کہ سات سالہ پاگل کی بیوی کا نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے اور ۱۹۲۵ء میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر خاوند یا بیوی عورت اور مرد کے حقوق کو ادا نہ کریں تو طلاق یا خلع ہو سکتا ہے اور تین سال تک خبر نہ لینے پر طلاق کو جائز قرار دیا گیا (بالکل اسلامی فقہاء کی نقل کی ہے مگر تیرہ سو سال اسلام پر اعتراض کرنے کے بعد)۔

آسٹریلیا کی ریاست کوئینز لینڈ میں پانچ سالہ جنون کو وجہ طلاق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ تسمانیہ میں ۱۹۱۹ء میں قانون پاس کر دیا گیا ہے کہ بدکاری، چار سال تک خبر نہ لینا، بدمستی اور تین سال تک عدم توجہی، قید، مارپیٹ اور جنون کو وجہ طلاق قرار دیا گیا ہے۔ علاقہ وکٹوریا میں ۱۹۲۳ء میں قانون پاس کر دیا گیا ہے کہ خاوند اگر تین سال خبر نہ لے، بدکاری کرے، خرچ نہ دے یا سختی کرے، قید، مارپیٹ، یا عورت کی طرف سے بدکاری یا جنون یا سخت فساد کا ظہور ہو تو طلاق اور خلع ہو سکتا ہے۔

مغربی آسٹریلیا میں علاوہ اوپر کے قوانین کے حاملہ عورت کی شادی کو بھی فسخ قرار دیا گیا ہے (اسلام بھی اسے ناجائز قرار دیتا ہے)۔

کیوبا جزیرہ میں ۱۹۱۸ء میں فیصلہ کر دیا گیا کہ بدکاری پر مجبور کرنا، مارپیٹ، گالی گلوچ سزا یافتہ ہونا، بدمستی، جوئے کی عادت، حقوق کا ادا نہ کرنا، خرچ نہ دینا، متعدی بیماری یا باہمی رضامندی کو طلاق یا خلع کی کافی وجوہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔

اٹلی میں ۱۹۱۹ء میں قانون بنایا گیا ہے کہ عورت اپنے مال کی مالک ہوگی اور اس میں سے صدقہ و خیرات کر سکے گی یا اسے فروخت کر سکے گی (اس وقت تک یورپ میں عورت کو اس کے مال کا مالک نہیں مانا جاتا تھا)۔ میکسیکو امریکہ میں بھی اوپر کے بیان کردہ وجوہ کو طلاق و خلع کے لئے کافی وجہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی باہمی رضامندی کو بھی اس کے جواز کے لئے کافی سمجھا گیا ہے۔ یہ قانون ۱۹۱۷ء میں پاس ہوا ہے۔ پرتگال میں ۱۹۱۵ء میں۔ ناروے میں ۱۹۰۹ء میں۔ سویڈن میں ۱۹۲۰ء اور سویٹزرلینڈ میں ۱۹۱۲ء میں ایسے قوانین پاس کر دئے گئے کہ جن سے طلاق اور خلع کی اجازت ہو گئی ہے۔ سویڈن میں باپ کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اٹھارہ سال تک کی عمر تک کے بچہ کے اخراجات ادا کرے۔

یونائٹڈ اسٹیٹس امریکہ میں گو قانون اب تک یہ کہتا ہے کہ بچہ پر باپ کا حق ہے لیکن عملاً اسلامی طریق پر اصلاح شروع ہو گئی اور جج عورت کے احساسات کو تسلیم کرنے لگ گئے ہیں اور مرد کو مجبور کر کے خرچ بھی دلوایا جاتا ہے۔ لیکن ابھی تک اس قانون میں بہت کچھ خامیاں ہیں۔ گو مرد کے حقوق کی حفاظت زیادہ سختی سے کی گئی ہے۔ عورت کو اس کے مال پر تصرف بھی دلایا جارہا ہے لیکن ساتھ ہی بعض ریاستوں میں یہ بھی قانون پاس کر دیا گیا ہے کہ اگر خاوند اپاہج ہو جائے تو بیوی پر بھی اس کے اخراجات کا مہیا کرنا لازمی ہوگا۔

عورتوں کو ووٹ کے حقوق دئے جارہے ہیں اور ان سے قومی امور میں مشورہ لینے کے لئے بھی راہیں کھولی جارہی ہیں لیکن یہ سب باتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے پورے تیرہ سو سال کے بعد ہوئی ہیں اور ابھی کچھ ہونی باقی ہیں۔ بہت سے ممالک میں ابھی عورت کو باپ اور ماں اور خاوند کے مال کا وارث نہیں قرار دیا گیا اور اسی طرح اور کئی حقوق باقی ہیں جن میں اسلام اب بھی باقی دنیا کی رہنمائی کر رہا ہے لیکن ابھی اس نے اس کی رہنمائی کو قبول نہیں کیا۔ لیکن وہ زمانہ دور نہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کو ان معاملات میں بھی دنیا قبول کرے گی جس طرح اس نے اور معاملات میں قبول کیا اور آپؐ کا جہاد عورتوں کی آزادی کے متعلق اپنے پورے اثرات اور نتائج ظاہر کرے گا۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آلہ محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید۔

طب و صحت

السر پیدا کرنے والا بکٹیریا

۱۹۷۹ء میں آسٹریلیا کے رائل پرتھ ہسپتال کے پتھالوجسٹ رابن وارن نے معدہ کے ٹشوز کی Biopsy کے دوران ایک خاص قسم کا جراثیم ملاحظہ کیا۔ عام طور پر معدہ کی تیزابیت جراثیم کو معدہ میں رہنے نہیں دیتی لیکن یہ جراثیم معدہ کی جھلی (Mucus Membrane) میں چھپے بیٹھے رہتے ہیں اور معدہ کی دیواروں میں سوزش پیدا کرتے ہیں۔ اس قسم کے جراثیم کو Haliobacter کا نام دیا گیا ہے اور یہ خاص جراثیم جو انسانوں کے معدہ میں مشاہدہ کیا گیا ہے اسے Haliobacter Pylori کا نام دیا گیا۔ ان جراثیم کی موجودگی سے جو سوزش ہو جاتی ہے۔ اگر اس کا علاج نہ کیا جائے تو پھر بڑھتے بڑھتے معدہ کا السر اور کینسر جیسی بیماریوں کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

اس سے قبل طبی ماہرین کا خیال تھا کہ Peptic Ulcer معدہ میں تیزاب کی زیادتی سے ہوتا ہے۔ لیکن تحقیقات میں یہ بات سامنے آئی کہ بعض زیادہ تیزابیت کے حامل افراد کو السر نہیں ہوا جبکہ بعض نارمل تیزابیت کے حامل افراد السر کا شکار ہوگئے۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں بعض ادویات جو معدہ میں تیزابیت کم کرتی ہیں السر کو تندرست کرنے میں بہت مشہور ہوئیں اور چونکہ دنیا کے پانچ تا دس فیصد افراد زیادہ تیزابیت کے مریض تھے اس لئے ان کی فروخت سے ادویات تیار کرنے والی کمپنیوں نے بے تحاشہ منافع کمانا شروع کر دیا اور علاج کے دیگر ذرائع پر توجہ کم کر دی۔ اب دیکھا یہ گیا ہے کہ یہ ادویات السر کو تندرست تو ضرور کرتی ہیں لیکن انہیں مسلسل استعمال کرنا پڑتا ہے اور جب بھی یہ چھوڑی جائیں بیماری عود کرتی ہے۔

السر کی کئی وجوہات ہیں مثلاً ایسی ادویات جو Non—Steroidal anti—inflamatery agents یعنی اسپرین وغیرہ کے گروپ سے تعلق رکھتی ہیں کے استعمال سے السر ہو جاتا ہے لیکن جب السر ان ادویات کے استعمال کے بغیر ہو تو تقریباً ہر کیس میں H. Pylori موجود پایا گیا۔ اس قسم کے السر کو جراثیم کش اینٹی بائیوٹک ادویات سے ختم کیا جا سکتا ہے۔

مغربی ممالک میں بچوں کے معدہ میں یہ جراثیم نہیں پایا گیا لیکن عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی تعداد بڑھتی رہتی ہے اور ۶۰ سال کی عمر کے گروپ کے افراد میں یہ تقریباً ۵۰ فیصد افراد میں پایا جاتا ہے۔ جبکہ غیر ترقی یافتہ ممالک میں یہ جراثیم ۶۰ تا ۷۰ فیصد بچوں میں موجود ہوتا ہے۔ اور بڑی عمر کے افراد میں بھی اس کی تقریباً یہی اوسط رہتی ہے۔

ایک فرد سے دوسرے فرد میں یہ کس طرح منتقل ہوتا ہے اس بارہ میں ابھی کوئی واضح صورت حال معلوم نہیں ہوئی۔ لیکن صفائی کا ناقص معیار اور ایک جگہ پر زیادہ افراد کا اکٹھا رہنا دو وجوہات ہیں۔ اور جیسے جیسے دنیا میں اس طرف توجہ ہو رہی ہے اس جراثیم کی اوسط میں کمی واقع ہو رہی ہے اور گزشتہ ۸۰ سالوں میں Gastric Cancer کی شرح میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔

موجودہ تحقیقات نے H. Pylori کا کینسر سے اس قدر گہرا رابطہ ثابت کیا ہے کہ ۱۹۹۴ء میں اس جراثیم کو کلاس ون Carcinogen (کینسر کا آغاز کرنے والی چیز) کے طور پر رجسٹر کیا گیا ہے۔

اسی گروپ کے بہت سے جراثیم بلیوں، کتوں، اور دوسرے جانوروں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی شکل و صورت ملتی جلتی ہے اور یہ تیزابیت سے بچ نکلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان تمام اقسام میں ایک خاص قسم کا خامرہ (Ureasc Enzyme) السر ہوتا ہے جو یوریا کو امونیا اور کاربن ڈائی آکسائیڈ میں توڑتا ہے۔ شائد اس طرح حاصل ہونے والی امونیا انہیں تیزابیت سے بچانے میں مدد دیتی ہے۔

انسان کا دفاعی نظام ان کے توڑ کے لئے Anti—bodies تیار کرتا ہے لیکن مطالعہ نے ثابت کیا ہے کہ یہ ان کے خلاف زیادہ مؤثر نہیں ہیں اور اسی لئے یہ جراثیم کئی سالوں تک انسان کے معدہ میں گزر اوقات کرتا ہے اور انسان نے اس کے خلاف آہستہ آہستہ Tolerance پیدا کر لی ہے۔

(ماخوذ از سائنٹفک امیریکن، فروری ۱۹۹۶ء)

(مرسلہ: خلافت لائبریری، ربوہ)

MTV AHMADIYYA
SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

خطبہ جمعہ

کوئی دنیا کی طاقت خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی ہو عدل پر قائم نہیں ہو سکتی اگر خدا کے حضور اس کی گردن جھکی ہوئی نہ ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۳۱ مئی ۱۹۹۶ء مطابق ۳۱ ہجرت ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام بیت النور نن سپیٹ (ہالینڈ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ (سورہ النحل آیت ۷۶)

آج جماعت احمدیہ ہالینڈ کا سترھواں جلسہ شروع ہو رہا ہے اور یہی جمعہ کا خطاب ہی ان کے اس جلسے کا افتتاحی خطاب بھی ہے۔ اس موقع پہ جماعت ہالینڈ کو اور جماعت ہالینڈ کی وساطت سے باقی تمام دنیا کی جماعتوں کو اس نصیحت کرنے کے لئے میں نے اس آیت کا انتخاب کیا ہے جس کی ابھی تلاوت کی ہے۔ یہ سورہ النحل کی چھترویں آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکا لا یقدر علیٰ شئی و من رزقناہ منا رزقاً حسنا" اللہ ایک ایسے مملوک غلام کی مثال پیش فرماتا ہے جو کسی چیز پر بھی کوئی قدرت نہیں رکھتا اور پھر ایسے شخص کی "ومن رزقناہ" جس کو ہم نے اپنی طرف سے حسن رزق عطا فرمایا۔ "فہو ینفق منہ سراً و جھراً" پس وہ اس میں سے چھپ کر بھی خرچ کرتا ہے اور کھلم کھلا بھی "ھل یستون" کیا وہ دونوں ایک جیسے ہو سکتے ہیں "الحمدللہ" سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے "بل اکثرھم لا یعلمون" بلکہ اکثر لوگ جانتے نہیں۔

اس آیت میں جو غلام کی مثال دی ہے اس کے مقابل پر ایک ایسے بندے کی جو خدا سے رزق پاتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ غلام بھی تو خدا کا بندہ تھا جسے کسی نے غلام بنالیا اور اس کا بظاہر تحقیر سے ذکر قرآن کریم میں کیا معنے رکھتا ہے۔ وہ قرآن جس کی تعلیم نے آقا اور غلام سب کو برابر صف میں کھڑا کر دیا۔ وہ قرآن جس نے حقیقت میں غلامی کو نیست و نابود کرنے کے لئے ایسے ذرائع پیش کئے کہ ان کی کوئی مثال دنیا کی کسی مذہبی یا غیر مذہبی تحریک میں دکھائی نہیں دیتی۔ وہ اسلام جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نمونہ غلاموں کے حق میں ان سے پیار کا پیش کیا اور ایسا نمونہ پیش کیا کہ اس کی مثال تاریخ انبیاء میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ وہ اسلام جس کے ابتدائی مومنین میں سے وہ غلام بھی تھا جس کو خلفائے وقت سیدنا بلال کہا کرتے تھے. اتنی عظمتیں ہیں غلامی کے لئے۔ وہ اسلام جو فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذریعے اس شان سے ظاہر ہوا کہ بلال کا ایک جھنڈا بھی اس دن گاڑا گیا۔ اور وہ آزاد لوگ جو اس غلام پر ظلم کیا کرتے تھے ان کو جان بچانے کے لئے اسی جھنڈے کی پناہ لینے کا حکم دیا گیا۔ اور اعلان کیا گیا کہ جو بھی اس غلام کے جھنڈے تلے آئے گا اس کی جان بخشی جائے گی. اس کو کوئی نقصان نہیں ہے۔

تو ایک طرف یہ سارے امور ہیں جو غلامی کے متعلق ایک حیرت انگیز اعلیٰ اور نفیس اور پاکیزہ تعلیم پیش کرتے ہیں اور پھر غلامی کی تعلیم میں جو تفصیل میں خدا تعالیٰ نے بار بار غلام کو آزاد کرنے کا حکم فرمایا اور پھر اس سے حسن سلوک کا حکم فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس طرح غلاموں پر ظلم کرنے والوں کو نہایت سختی سے تنبیہہ فرمائی۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن مسعودؓ کو جب وہ ایک غلام کو مار رہے تھے اس طرح ڈپٹ کر اس سے روکا ہے کہ بلا تاخیر انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس کو آزاد کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اگر نہ کرتے تو جہنم تمہاری سزا تھی۔ تو ایک طرف غلامی کا یہ عظیم مرتبہ ہے۔ اور دوسری طرف یہ آیت ہے جو کہہ رہی ہے "ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکا لا یقدر علیٰ شئی و من رزقہ منا رزقاً حسنا" گویا یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں اور ہیں ہی الگ الگ چیزیں۔ یہاں دراصل دنیا کے مملوک غلام کا ذکر چل رہا ہے اور اس کے مقابل پر اس کا جسے "رزقاً حسنا" عطا کیا جاتا ہے۔

مملوک کا لفظ، حالانکہ غلام مملوک ہی ہوا کرتا ہے، زائد طور پر یہ بتانے کے لئے ظاہر فرمایا گیا کہ وہ شخص جو دنیا کا غلام ہو جائے، دنیا کا بندہ بن جائے وہ ہر پہلو سے مملوک، یعنی اس کی آزادیاں ہر طرح سلب ہو چکی ہوتی ہیں۔ کسی ایک پہلو سے بھی وہ کوئی آزادی کا سانس نہیں لے سکتا، سو فیصدی دنیا کا غلام بن کے رہتا ہے۔ اور اسے بھی تو خدا رزق دیتا ہے مگر اس رزق پر اس کا اپنا اختیار کوئی نہیں ہوتا۔ اپنی مرضی سے خرچ بھی نہیں کر سکتا اور شیطان اور دنیا کی غلامی اس پر بھی قابض ہو جاتے ہیں اور اس کے رزق پر بھی قابض ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ ایسی منحوس چیز بن جاتا ہے کہ جہاں بھی جائے اچھی خبر کبھی نہیں لاتا بلکہ اس کے ہر کام میں نحوست اور بے برکتی ہوتی ہے۔ یہ دنیا کا غلام ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ اور جو پوری طرح غلامی کے بندھنوں میں جکڑا جائے اسے عبد مملوک فرمایا گیا ہے۔ اس کے مقابل پر اپنے بندوں کا ذکر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عبد کا لفظ جب خدا کے تعلق میں بولا گیا ہے تو سب سے اعلیٰ ایک اعزاز ہے جس سے اوپر اعزاز کبھی کسی نبی یا غیر نبی کو نہیں دیا گیا۔ عبادالرحمان بھی ہیں اور بھی عباد کا ذکر ملتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جب "عبداللہ" کہا گیا تو یہ ایک لقب تھا اور اس لقب سے بڑھ کر کبھی کسی نبی کو کوئی لقب عطا نہیں کیا گیا۔ تو دیکھیں ایک وہ "عبداً مملوکا" ہے جس کا تحقیر سے ذکر ہے، بالکل ظاہر بات ہے۔ اور ایک وہ عبد ہے جو تمام دنیا کا سردار ہے۔

پس یہاں دنیا کے غلام اور اللہ کے غلام کا موازنہ ہو رہا ہے۔ عام غلام کی بات نہیں ہو رہی۔ اور وہ جو اللہ کا غلام ہو جائے جو بھی خدا اس کو رزق حسن عطا فرماتا ہے پھر وہ اپنا ہوتے ہوئے بھی اسی کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ ایک وہ دنیا کا غلام ہے جس کو اپنے مال پر بھی کوئی اختیار نہیں ہے، کوئی اس کو دسترس نہیں ہے کہ اپنی مرضی سے کچھ کر سکے۔ ایک وہ ہے جسے مالک خود دیتا ہے اور بہت دیتا ہے۔ پاکیزہ رزق عطا فرماتا ہے اور کہتا ہے یہ تیرا ہو گیا اور وہ پھر اس کی راہ میں پیش کر دیتا ہے۔ تو ایک مجبوری کی غلامی ہے، ایک طوعی غلامی ہے۔ اور طوعی غلامی کے یہ انداز ہیں۔ جو محبت کے بندھن میں باندھے ہوئے غلاموں کے اطوار ہیں، جو ان کے طریق، ان کے اخلاق ہیں وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں اور دراصل یہاں انہی کا ذکر چل رہا ہے۔

فرمایا "فہو ینفق منہ سراً و جھراً" وہ چھپ کر بھی اس رزق سے جو خدا اسے عطا فرماتا ہے، اس کا رب اسے عطا کرتا ہے خرچ کرتا ہے اور کھلے بندوں سرعام بھی خرچ کرتا ہے۔ "ھل یستون" کیا وہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ کسی پہلو سے بھی کیا ان میں کوئی برابری ہو سکتی ہے۔ "الحمدللہ" سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ "بل اکثرھم لا یعلمون" لیکن اکثر ان میں سے جانتے نہیں۔ اس کے بعد فرماتا ہے۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۷﴾ (النحل: ۷۷)

اس مضمون کو خوب کھول دیا ہے اب کہ یہاں دراصل دنیا کے غلاموں اور خدا کے غلاموں کے درمیان ایک موازنہ کر کے دکھایا جا رہا ہے اور بتایا یہ جا رہا ہے کہ کوئی موازنے کا پہلو موجود ہی نہیں ہے۔ ایسا غیر برابر موازنہ ہے کہ کوئی ایک چیز بھی ان دونوں کے درمیان مشابہ نہیں ہے۔ پس "یامر بالعدل وھو علیٰ صراط مستقیم" تو بالبداہت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفات ہیں۔ سب سے بڑا عدل کی تعلیم دینے والا پیمبر آپؐ تھے، سب سے بڑا صراط مستقیم پر چلنے والا رہنما آپؐ تھے۔ پس میرے نزدیک دنیا کے غلاموں کی حیثیت پہلے ایک طرح بیان فرمائی گئی۔ اب دوسری طرح بیان فرمائی جا رہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ ابکم ہے، گونگا ہے اور "لا یقدر علیٰ شئی" اس کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے۔ "وھو کل علیٰ مولٰہ" وہ اپنے مالک پر بھی ایک بوجھ ہے۔ ابکم دراصل علم و حکمت سے عاری ہونے کے لئے فرمایا گیا ہے۔ گونگا وہ شخص جسے کچھ بیان کرنے کی مقدرت نہ ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم امی ہونے کے باوجود سب سے زیادہ علموں کے خزانے لٹانے والے تھے۔ پس آپ کے مقابل پر وہ شخص جو بظاہر عالم بھی ہو اگر وہ دنیا کا غلام ہے تو اس سے کوئی بھی فیض دنیا کے لئے جاری نہیں ہوتا۔ گویا کہ وہ گونگا ہے۔ اس کے پاس کچھ بتانے کے لئے ہے نہیں۔ اگر ہے تو بیان نہیں کر سکتا۔ "وھو کل

علیٰ مولٰہ" جو بھی اس کا مالک ہے اس پر وہ بوجھ ہے۔ یعنی جس چیز کا وہ غلام ہے اس کے لئے وہ بوجھ ہے۔ یہ بہت ہی گہرا اور دلچسپ مضمون ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا دار لوگ جو دنیا کے ہو جاتے ہیں اور اس حد تک وہ دنیا پر جھک جاتے ہیں کہ ان کا مالک بھی ان پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ اور جو کام ان سے لیتا ہے اس کا فیض ان کو نہیں پہنچتا اور رفتہ رفتہ ایسے لوگ خود دنیا کی نظر میں جس کے کیڑے بن چکے ہوں اپنی عظمت اور قدر کھو بیٹھتے ہیں۔

پس ایسا خوفناک نقشہ دنیا کی غلامی کا جو دو مختلف مثالوں میں بیان فرمایا گیا ایک طرف ہے اور دوسری طرف اللہ کے غلاموں کا نقشہ ہے جو ہر آزاد سے بڑھ کر قابل تعریف اور ہر آزاد سے بڑھ کر آزادی کا متحمل ہے۔ اور حقیقت میں خدا کی غلامی کے سوا آزادی کا تصور ہی کوئی نہیں ہے۔ یہ پہلو جو ہے اس کو میں آپ کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں۔ جو علامتیں ہیں وہ واضح ہیں۔ اگر کسی شخص میں دنیا داری کا اتنا رجحان ہو کہ وہ ہر طرح اپنے مال و دولت جس کی خاطر جیتا ہے اس کا غلام ہو کر رہ جائے تو ایسا شخص خدا کے ہاں مقبول نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ نہ چھپ کر خدا کی راہ میں خرچ کر سکتا ہے نہ ظاہر ہو کر خرچ کر سکتا ہے۔ اور پھر دنیا بھی اسے قبول نہیں کرتی اور دنیا میں اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ جس کام پر ہاتھ ڈالتا ہے وہ اس کے لئے، اس کی اولاد کے لئے، اس کی دنیا کے لئے، اس کی عاقبت کے لئے دراصل خیر و برکت سے عاری ہوا کرتا ہے۔

اللہ کی رضا کے اندر ایک غیر معمولی طاقت ہے اور اللہ کی رضا سچائی ہی کا دوسرا نام ہے۔ اللہ کی رضا ہی سے عدل پیدا ہوتا ہے

پس آپ کے لئے دو ہی رستے ہیں یا دنیا کی غلامی قبول کریں یا خدا کی غلامی میں آ جائیں۔ اور خدا کی غلامی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہر دوسرے بندھن سے آزاد کرتی ہے۔ اور اس میں ایک ادنیٰ بھی مبالغہ نہیں ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جو اللہ کا غلام ہو وہ ہر بات میں فیصلہ خدا سے چاہتا ہے۔ اور ہر فیصلہ اس کی رضا کی خاطر کرتا ہے۔ اور دنیا کی رضا یا ان کی خاطر بیچ میں سے بالکل نکل جاتی ہے۔ پس نہ وہ بادشاہ کی خاطر کچھ کرتا ہے، نہ اپنے ملک کے سربراہ کی خاطر یعنی اس سے ڈر کر۔ نہ اپنے عزیزوں سے ڈر کر یا ان کی خاطر۔ جو بھی بھلائی کرتا ہے، جو بھی خیر کرتا ہے اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھتا ہے۔ تو جو شخص ہر دوسرے کی رضا سے آزاد ہو جائے، جو ہر دوسرے کے خوف سے آزاد ہو جائے اس سے بڑا آزاد کوئی دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کی سوچیں آزاد ہو جاتی ہیں۔ اس کی نیتیں آزاد ہو جاتی ہیں۔ اور چونکہ اللہ کی غلامی ہے اس لئے اس کی ہر بات میں ایک برتری، ایک بالا دستی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ کی رضا کے اندر ایک غیر معمولی طاقت ہے۔ اور اللہ کی رضا سچائی ہی کا دوسرا نام ہے۔ اللہ کی رضا ہی سے عدل پیدا ہوتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس مضمون کا آخری نچوڑ یہ نکالا کہ وہ شخص جو خدا کا غلام ہے اس غلام کے مقابل پر اس کی شان دیکھو کہ وہ عدل کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے یعنی اس کے اندر ایک توازن پیدا ہو جاتا ہے۔

عدل، اللہ کے تصور کے بغیر پیدا ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی ہو عدل پر قائم نہیں ہو سکتی اگر خدا کے حضور اس کی گردن نہ جھکی ہوئی ہو۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے کبھی دنیا میں کسی نے نہ تبدیل کیا نہ آئندہ کوئی تبدیل کر سکتا ہے۔ آج کی دنیا کو عدل کے متعلق احساس ہو چلا ہے کہ بہت اہم چیز ہے۔ بڑے بڑے سیاستدان بھی بات کرتے ہیں کہ عدل ہونا چاہئے مگر خدا سے تعلق کے بغیر عدل قائم ہو نہیں سکتا۔ یہ وہم ہے کیونکہ اللہ کے تعلق میں دو باتیں ہیں اس کی محبت اور اس کا خوف۔ اور محبت اور خوف کے درمیان جو توازن ہے وہ عدل کے قیام کا ذمہ دار ہے۔ اس کے بغیر عدل پیدا ہونا ممکن نہیں۔ یہ جو میں باتیں کہہ رہا ہوں بظاہر ایک دعویٰ ہے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ بہت گہری سوچ اور بہت تفصیلی جائزوں کے بعد میں قطعی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ اور اس کو تفصیل کے ساتھ اگر بیان کیا جائے تو ایک لمبا مضمون ہو گا۔ مگر انسانی زندگی کے ہر پہلو پر یہ بات صادق آتی ہے کہ جو پہلو بھی خدا کے خوف سے باہر ہو جائے، خدا کی محبت سے باہر ہو جائے، وہ عدل سے خالی ہو جاتا ہے۔ اس میں یا ایک طرف جھکاؤ ہو جائے گا یا دوسری طرف جھکاؤ ہو جائے گا۔

پس دنیا والے بھی جو عدل کرتے ہیں بعض عدل ان کے میکینکل عدل ہیں۔ ان کے اندر ان کی روح کی گہری لطافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کی روح کی گہری لطافت تب پیدا ہو سکتی ہے اگر خدا سے تعلق ہو۔ ورنہ جو ظاہری عدل ہے بعض دفعہ ایک جج بھی جو دنیا دار بلکہ دہریہ ہے وہ بھی عدل کرتا ہے۔ مگر اس کا عدل اور چیز ہے اور خدا کا عدل اور چیز ہے۔ اس کے عدل کے اندر ایک بے اختیاری ہے۔ وہ مالک نہیں ہے کسی چیز کا اور ملازم ہے ایک ایسے منصب پر جہاں اس کے فرائض میں عدل داخل ہے اس لئے وہ عدل کرتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو مالک بھی ہو، جسے اختیار بھی ہو، مواقع بھی میسر آئیں کہ عدل کروں یا نہ کروں وہ اگر عدل کرتا ہے تو وہ اسلامی عدل کے تصور کے نسبتاً زیادہ قریب ہے۔ پھر ایسے جج بھی ہیں جو عدالت کی کرسی پر بیٹھتے ہیں، عدل کرتے ہیں۔ جب گھر آتے ہیں تو بیوی سے عدل نہیں کر سکتے۔ اپنے دوستوں سے عدل نہیں کر سکتے۔ اپنے ماتحتوں سے جو گھر کے ملازم ہیں ان سے عدل نہیں کر سکتے۔ اور اپنے ملنے جلنے والوں سے، اپنے رشتہ داروں سے، اپنے بیوی بچوں تک سے عدل نہیں کر سکتے۔ تو عدل کا مضمون کوئی معمولی مضمون نہیں۔ یہ ساری زندگی کے ہر پہلو پر چسپاں ہونے والا ایک باریک مضمون ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے سے عدل نہیں کر سکتے۔

اپنے سے عدل کی تفصیل میں اگر آپ جائیں تو آپ کو انسان کی جسمانی صحت اور روحانی صحت کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈالنی پڑے گی۔ وہ شخص جو اپنی ذات سے عدل کرتا ہے اس کے لئے ایک ایسی باقاعدہ زندگی ہونی ضروری ہے کہ جہاں وہ آرام کے وقت آرام کرے گا اور محنت کے وقت محنت کرے گا۔ اور یہ وہ عدل ہے جس سے بعض دفعہ خدا کے بندے بھی جو بہت بلند مرتبے والے ہیں کسی حد تک عاری ہو جاتے ہیں۔ پس اللہ کے سوا کسی کو نہ کامل عدل کی توفیق ہے، نہ وہ اپنے سے عدل کر سکتا ہے، نہ غیر سے عدل کر سکتا ہے۔ مگر ہاں جو خدا والے ہوں ان کو کم سے کم غیروں کے معاملے میں عدل کرنے کی ضرور توفیق مل جاتی ہے۔ پس ایک ہی موقع ہے جہاں خدا کے بندے عدل سے عاری دکھائی دیتے ہیں وہ اپنی ذات کے معاملے میں عدل ہے۔ اس پہلو سے وہ ظالم کہلاتے ہیں مگر ان کے ظلم میں ایک احسان کا پہلو ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں عدل کا فقدان ایک بدصورتی کی بجائے ایک خوبصورتی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے عام دنیا میں ماں بچے سے پیار کے نتیجے میں اپنے سے عدل نہیں کرتی۔

اب عدل نہ کرنا ایک خرابی ہے۔ جو انسان اپنی طاقت سے بڑھ کر بوجھ اٹھا لے اس کو اس کا نقصان پہنچے گا۔ اور یہ عدل کے فقدان کی ایک طبعی سزا ہے جو قانون قدرت میں جاری ہے، کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ تو ایک ماں جب اتنا جاگتی ہے کہ اس کے بدن میں طاقت نہیں ہے اتنا جاگنے کی، اتنا غم دل پہ لے لیتی ہے کہ اس کے اعصاب میں طاقت نہیں کہ وہ غم برداشت کر سکے۔ تو اس کی سزا تو اس کو ضرور ملتی ہے۔ مگر یہ گناہ کی سزا نہیں یہ خطا ہے جس کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ پس عدل کے فقدان میں بعض دفعہ خطا ہوتی ہے، بعض دفعہ گناہ بن جاتا ہے یعنی عدل کا فقدان گناہ بن جاتا ہے۔ پس وہ عدل کا فقدان جو کسی پر احسان کے نتیجے میں ہو اسے گناہوں میں شمار نہیں کیا جاتا۔ وہ عدل کا فقدان جو احسان کے نتیجے میں ہو اسے ایک بشری کمزوری کہا جاتا ہے۔ یا حسن میں اتنا بڑھ جانا اور احسان میں اتنا آگے نکل جانا کہ اپنے بدن کو قربان کئے بغیر انسان وہ خدمت کر نہیں سکتا۔

کوئی دنیا کی طاقت خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی ہو عدل پر قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر خدا کے حضور اس کی گردن جھکی ہوئی نہ ہو

اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے جہاں بھی ظلم کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں آپؐ کے بے انتہا احسان کو ظاہر کرنے کے لئے ہوا ہے۔ اب وہ آیت کریمہ جس کی بار بار آپ کے سامنے تلاوت کی جاتی ہے میں کئی دفعہ حوالے دے چکا ہوں۔ "لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین" (الشعراء:۴) کیا تو اپنی جان کو ہلاک کر لے گا اس غم میں کہ وہ مومن نہیں ہوتے، وہ ایمان نہیں لاتے۔ اب ظاہر بات ہے کہ عدل کا فقدان تو ہے یعنی اپنے نفس کا جو حق ادا کرنا تھا وہ ادا نہیں کیا جا رہا اس لئے کہ دوسرے بچ جائیں۔ اور یہ غم جن دعاؤں میں ڈھلتا ہے وہ دعائیں ان کو بچا لیں۔ تو طاقت سے بڑھ کر بوجھ اٹھایا گیا ہے۔ اور جس طرح مائیں جب طاقت سے بڑھ کر بوجھ اٹھاتی ہیں تو یہ عذر ان کا پیش نہیں جاتا کہ ہم نے تو بچے کی خاطر، نیکی کی خاطر قربانی کی تھی اس لئے قانون قدرت کو اپنا ہاتھ روک لینا چاہئے۔ قانون قدرت کا جو عدل ہے وہ سب سے بالا ہے اور وہ اللہ کا عدل ہے۔ وہ اپنے انبیاء پر بھی چلتا ہے اور ان پاکبازوں پر بھی چلتا ہے جو خدا کی خاطر عدل سے گریز کر رہے ہیں بظاہر۔ تو دیکھو کتنا باریک مضمون ہے۔

میں نے آپ کو جو مثال دی تھی وہ یہی سمجھانے کے لئے کہ آپ یہ سن کر کہ جی عدل بڑا ضروری ہے سب جگہ ہونا چاہئے ہرگز اطمینان نہ پائیں کہ آپ کو اس مضمون کی سمجھ آ گئی ہے۔ بہت ہی گہرا اور بہت ہی لطیف مضمون ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب اپنی جان پر بوجھ اٹھایا اور زیادہ اٹھایا اور اللہ نے نصیحت فرمائی کہ کیا تو ان ظالموں کی خاطر اپنے پاک نفس کو ہلاک کر لے گا تو اس کا نتیجہ بھی نکلا۔ اور وہ یہ تھا کہ آپ کے بال عمر سے پہلے ہی سفید ہو گئے اور بالوں کا سفید ہونا بعض دفعہ گہرے غم کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ پس "لعلک باخع نفسک" کا مضمون تھا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تو ہود قوم نے بوڑھا کر دیا۔ وہ ہود

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Ring **: 0181-265-6000**

قوم جس کے لئے سورہ ہود نازل ہوئی۔ کیسا گناہ انہوں نے کیا، کیسا ظلم کمایا کہ پوری قوم صفحہ ہستی سے مٹا دی گئی۔ کتنی دیر پہلے، ہزاروں سال پہلے کا ایک واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل پر اتنا گہرا اثر ڈال دیتا ہے کہ ہود کے غم میں بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں تمہیں تو اور چیزوں نے بوڑھا کیا ہوگا "شیبتنی الھود" مجھے تو سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ مگر بوڑھے تو ہوئے، بال تو سفید ہوئے قانون قدرت نے اپنا ہاتھ نہیں روکا۔

جیسے قانون قدرت آپ کی بقا کے لئے لازم ہے اور اس کے بہت سے پہلو ہیں۔ اسی طرح نظام جماعت بھی آپ کی انفرادی بقا کے لئے لازم ہے۔ اگر نظام جماعت نہ ہو تو کسی کی روحانی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی

تو دیکھیں عدل کا مضمون جب ایک دوسرے کے متقابل آتا ہے تو کتنے نئے رنگ دکھاتا ہے۔ اللہ کا عدل ہے جس نے کہا کہ میرا قانون ہر انسان پر برابر چلے گا اور سب سے زیادہ محبوب نبی کے اوپر بھی اس وقت اثر دکھا رہا ہے جب وہ خدا کی خاطر کر رہا ہے۔ فرمایا اس کی قیمت تو تمہیں دینی پڑے گی۔ یہ میرا قانون قدرت، عام قانون کا عدل ہے۔ اور جہاں تک تمہاری قربانی کا تعلق ہے وہ میرے ذمے ہے۔ اس کا اتنا بدلہ ہوگا کہ اس کا تصور بھی عام انسان نہیں کر سکتا۔ تو احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ جاری ہے۔ عدل کا بدلہ عدل کے ساتھ جاری ہے۔ اور پھر عدل کرنے والوں کے اندر بھی بڑا فرق دکھایا گیا ہے۔ کچھ اپنے نفس کی خاطر عدل کرتے ہیں، کچھ اور مقاصد کی خاطر عدل کرتے ہیں، کچھ حسن واحسان کی خاطر عدل کرتے ہیں۔ اسی عدل کی ایک عجیب مثال ایک بزرگ کے واقعہ میں یا اس کی کہانی میں بیان کی گئی ہے جس میں حسن اور عدل کا موازنہ کیا گیا ہے یا حسن واحسان اور عدل کا موازنہ کیا گیا ہے۔

کہتے ہیں ایک بزرگ جنگل میں بیٹھا اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو تھا کہ اتنے میں ایک ڈری ہوئی، پھڑپھڑاتی ہوئی فاختہ اس کی گود میں آگری، جو زندہ تھی لیکن جیسے گھبرا کر کسی خطرے سے بھاگتے ہوئے اس کے اندر مزید دم نہیں رہا تھا کہ وہ آگے بڑھ سکے۔ اور اس نے اس کو اپنی جھولی میں لیا اور پیار سے اس کو سنبھالا۔ تو اتنے میں ایک باز اس کا پیچھا کرتا ہوا وہاں پہنچا۔ اب یہ کشفی نظارہ اس نے دیکھا کہ باز اس سے مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ یہ خدا نے میرے لئے شکار بنایا ہے اور قانون قدرت ہے۔ تم مجھے ظالم نہیں کہہ سکتے۔ جس نے میری غذا یہ مقرر کی ہے وہ جانتا ہے کہ کیوں ایسی غذا مقرر کی گئی ہے۔ مگر یہ میری غذا ہے۔ اور میں نے بڑی محنت کی، میں اچک لیتا اس کو مگر تم بیچ میں حائل ہو گئے ہو۔ تمہیں کس نے حق دیا ہے کہ اس پرندے کو مجھ سے روک لو کیونکہ مجھے تو خدا نے یہی رزق عطا فرمایا ہے۔ اور اب عدل اس کا للکارا گیا اور عدل کے تقاضے کے پیش نظر اسے وہ فاختہ بہرحال واپس کرنی تھی۔ مگر احسان اس فاختہ کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس بزرگ نے اس پرندے کو یعنی باز کو اسی کشفی حالت میں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تمہیں خدا نے گوشت رزق کے طور پر بخشا ہے۔ لیکن کہیں خدا نے یہ قانون نہیں بنایا کہ فاختہ ہی کا گوشت ہوگا۔ انسانی گوشت اس سے بھی بہتر ہے۔ پس میں اپنے جسم کا ایک ٹکڑا اتنا کاٹنے کے لئے تیار ہوں جتنا تمہارا پیٹ بھر جائے۔ اور یہ کہہ کر اس نے چاقو نکالا اور اپنی ران سے ایک گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر اس پرندے کو دے دیا۔ یہ احسان اور عدل کا ایک عجیب موازنہ ہے جو کشفی صورت میں پیش کیا گیا۔ کہ ایک شخص جب احسان کرتا ہے تو پھر اسے قربانی کرنی پڑتی ہے۔ عدل کو پھر بھی قائم رکھنا ہوگا مگر وہاں عدل کا قیام اس کی ذاتی قربانی چاہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جہاں بھی عدل سے گریز فرمایا ہے اپنی قربانی دے کر عدل سے گریز کیا ہے، اپنے خلاف عدل سے گریز کیا ہے۔ کسی دوسرے کے خلاف نہیں۔ کسی دوسرے کی خاطر کیا ہے۔ اور اس قربانی میں آپ کی بدنی قربانی ضرور شامل ہوئی اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے صرف نظر نہیں فرمایا۔ تو ان تمام باتوں کو سمجھتے ہوئے سب سے پہلے تو آپ کو معاشرے میں عدل کا قیام کرنا ہے، اپنے تعلقات میں اور اپنے گھر میں، اپنی اہلیہ سے، اپنے بچوں سے، اپنے عزیز واقارب سے، اپنی حکومت سے، نظام جماعت سے، جو ان کے حقوق ہیں وہ ان کو ادا کرنے ہیں۔ جو ان کے تقاضے ہیں وہ آپ نے پورے کرنے ہیں۔ عدل پر قائم ہونگے تو پھر اگلا قدم احسان کا شروع ہوگا اس سے پہلے ناممکن ہے۔ جرمنی کے اجتماع میں بھی میں نے خدام کو کچھ عدل کے متعلق سمجھایا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ مضمون بہت ہی وسیع ہے اس لئے آج آپ کے اجتماع میں جو جماعت کا اجتماع ہے اسی مضمون کے بعض دوسرے پہلوؤں کو روشن کرتا ہوں۔

نظام جماعت میں عدل کے تقاضے بعض دفعہ بہت باریک ہو جاتے ہیں اور الجھے ہوئے ہوتے ہیں یہاں تک کہ ایک انسان ان کو پوری طرح نہ سمجھنے کے نتیجے میں کئی دفعہ نظام جماعت کی بے حرمتی پر اتر آتا ہے اور اس کی سزا اس کو ضرور ملتی ہے۔ کیونکہ خدا کے نظام سے جو شخص ٹکرائے اسے کبھی صحیح سالم بچتا ہوا نہیں دیکھا گیا۔ یہ بالکل الگ بحث ہے کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا تھا۔ نظام ایک ایسی چیز ہے جیسے قانون قدرت ہے۔ کوئی شخص اپنا حق سمجھتے ہوئے اگر آگ میں ہاتھ ڈالے گا اور اس کی کوئی چیز اس میں گری ہوئی ہے وہ کہے کہ میرا حق ہے میں ضرور نکالوں گا تو آگ اسے ضرور جلائے گی۔ یہ ناممکن ہے کہ خدا کے نظام کے اوپر کوئی غالب آسکے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ اس کی میں مثال آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں۔ پس نظام جماعت کوئی معمولی نظام نہیں ہے۔ یہ قانون قدرت کی مثال ہے جس کے اوپر خدا تعالیٰ نے روحانی نظام جاری فرمائے ہیں۔ اور جیسے قانون قدرت آپ کی بقا کے لئے لازم ہے اور اس کے بہت سے پہلو ہیں اسی طرح نظام جماعت بھی آپ کی انفرادی بقا کے لئے لازم ہے۔ اگر نظام جماعت نہ ہو تو کسی کی روحانی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

باقی لوگوں کا حال دیکھو کیا ہوا ہے۔ کس طرح تتر بتر ہو کر بکھر گئے ہیں۔ کیسے اجتماعیت بٹ کر آخر انفرادیت میں بدل گئی اور ہر شخص آزاد ہے اور وہ اس آزادی کے مزے لے رہا ہے۔ یعنی بظاہر وہ سمجھتا ہے کہ میں آزاد ہوں اور احمدی غلام ہیں اور ہر وقت کی مصیبت۔ یہ بات ہو تو نظام سے پوچھو، بیٹھنا ہو تو نظام سے پوچھو، کیا مصیبت ہے یہ۔ کہاں یہ اور کہاں ہم جو مرضی کریں۔ سکھ سے شادی کریں، عیسائی سے کریں، کسی دہریہ سے کرلیں۔ رسمیں منانی ہوں تو منائیں۔ کون ہے جو ہمارے معاملے میں دخل دے۔ شراب خانے کھولیں، ان کے اوپر ختم قرآن کروائیں۔ لوگ آئیں اور شوق سے حصہ لیں۔ مجال ہے کسی کی جو لب کھولے کہ تم نے کیوں ایسا کیا۔ ایک یہ وہ آزادی ہے اور ایک طرف نظام جماعت ہے جس نے دیکھو کتنا پابند کر رکھا ہے۔ لیکن مملوک وہ ہے جس کا اپنا کچھ بھی نہیں رہا، کلیۃً اس کی ہر چیز دنیا کے لئے ہو گئی ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ میں آزاد ہوں حالانکہ وہ ہر پہلو میں، ہر بات میں غلام بن گیا ہے رسم و رواج کا، لوگوں کے دیکھنے کا، ریاکاری کا اور نفسانی خواہشات کا۔ پس جو اپنے نفس کا غلام بن جائے، جو دنیا کی نظروں کا غلام ہو جائے، جس کا اٹھنا بیٹھنا خدا کے سوا دوسرے مقاصد کے لئے ہو جائے وہ مملوک ہوتا ہے اور وہ شخص انصاف سے عاری ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کا جو نظام ہے اب میں نظام کی بات کر رہا ہوں۔ نظام جماعت ایک ایسا نظام ہے جو قانون قدرت کی طرح آپ کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اب کوئی شخص کہہ سکتا ہے دنیا میں کہ عجیب قدرت ہے مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ آگ میں ہاتھ نہ ڈالو اور زیادہ ٹھنڈی ہوا نہ کھاؤ، کپڑے گرم پہنو سردیوں میں، گرمیوں میں ٹھنڈے کپڑے پہنو اور بھوک لگے تو یہ کرو، بھوک نہ لگے تو فلاں کام کرو، اٹھو بیٹھو سوؤ جاگو مگر توازن رکھو۔ کھانا کھاؤ مگر بھوک ختم ہونے سے پہلے ہاتھ روک لو یعنی وہ قانون قدرت جو تقاضے کرتا ہے۔ عیش کرو مگر ایک حد تک۔ جاگو مگر ایک حد تک۔ دیکھو پابندیاں ہیں کہ نہیں۔ اور یہ وہ پابندیاں ہیں جو خدا تعالیٰ نے خود کہہ کر عام بندوں پر نہیں لگائیں مگر تمام دنیا کا نظام برابر ہر انسان پر پابندی لگائے ہوئے ہے اور جہاں بھی اس پابندی کے تقاضے سے بچ کر کوئی انسان نہیں چلتا وہاں ضرور اس کو سزا ملتی ہے۔ کئی لوگ وقت سے پہلے بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ کئی لوگ ہیں جو پہلے اپنی امارت کی وجہ سے خوب کھاتے ہیں، خوب عیش کرتے ہیں مگر کچھ دیر کے بعد معدے بھی جواب دے جاتے ہیں، دوسرے اعضاء بدن کے جواب دے دیتے ہیں اور ساری زندگی پھر رونے پیٹنے اور مصیبتوں میں صرف ہوتی ہے۔ تو قانون قدرت اپنی سزا دیتا ہے اور اس نے پابند رکھا ہوا ہے۔ مگر جو قانون قدرت کا پابند رہتا ہے دیکھو کتنی آزادی سے سانس لیتا ہے۔ وہ دوڑتا پھرتا ہے، صحت اس کی اچھی، اس کے سانس ہلکے، وہ ہر اچھے کام میں حصہ لے سکتا ہے شوق سے۔ اس کا سونا آرام دہ ہے۔ اس کا جاگنا آرام دہ ہے۔ اس کے روزمرہ کے کاموں میں کوئی تکلیف نہیں۔ نہ گھٹنوں میں دردیں ہیں نہ کہنیوں میں۔ ہر بدن کا حصہ ہلکا پھلکا اور ہر کام کے لحاظ سے مناسبت سے متوازن ہے۔ تو ایک طرف غلامی ہے دوسری طرف اسی غلامی کے نتیجے میں ایک آزادی نصیب ہوتی ہے۔ اور جہاں قانون قدرت کی یعنی خدا کے نظام کی غلامی ہو وہاں اس کے مقابل پر ضرور آزادی ملتی ہے۔ بعینہٖ یہی حال الٰہی مذہبی نظام کا ہے۔ اور خدا تعالیٰ واضح فرماتا ہے کہ دیکھو یہ ہے غلامی ہی مگر دراصل یہ ہر آزادی سے بہتر غلامی ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دنیا کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ اب دیکھو خدا کے رسول نے اس دنیا کو قید خانہ بتا دیا ہے اور مومن کی ساری زندگی قید خانے میں بسر ہوگی۔ اور کافر کے لئے جنت قرار دیا ہے اس کو۔ مگر وہ جو مومن بھی ہوں اور آزاد بھی ہوں پھر وہ کس شمار میں آئیں گے۔ پس مومن کے ساتھ نظام جماعت کی قید و بند ایک لازمہ

محمد صادق جیولرز

Import Export Internationale Juwellery

Mohammad Sadiq Juweliere

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403

S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.

Rosen Str. 8
Ecke Sparda Bank
Am Thalia Theater
20095 Hamburg
Tel: 040-30399820

Hauptfiliale
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

ہے۔ اس کے بغیر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بیان کردہ مومن کی تعریف میں داخل ہی نہیں ہوتے۔ لیکن ایک دفعہ داخل ہو جائیں وہ پابندیاں قبول کر لیں تو آپ کا روحانی بدن اتنا ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے، اتنے مزے کی زندگی بسر ہوتی ہے کہ کسی قسم کا عقوبت کا خوف نہیں رہتا، کچھ چھپانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

عدل کے بغیر کسی کو مامور بنایا جا ہی نہیں سکتا کیونکہ عدل اور ماموریت کا ایک ازلی تعلق ہے

"سراً و علانیۃً" میں ایک یہ بھی مضمون ہے کہ جو کچھ چھپاتے ہیں وہ ظاہر بھی کر سکتے ہیں۔ جو ظاہر کر سکتے ہیں وہ چھپا بھی سکتے ہیں۔ وہ وقت اور محل کی بات ہے ورنہ اپنی ذات میں جو ان کا "سر" ہے اگر ظاہر ہو تو ان کے لئے ایک بے حیائی اور شرمندگی کا موجب نہیں بن سکتا۔ وہ جب چاہیں اسے ظاہر کریں وہ ظاہر ہوگا تو حسن میں اضافہ ہی کرے گا، اس میں کمی نہیں لائے گا۔ پس عجیب و غریب ایک یہ بظاہر متضاد مضمون ہے مگر ہے بالکل سچا کہ جو دنیا کا غلام ہے اس کا اپنا کچھ بھی نہیں۔ وہ ہر چیز سے عاری ہے اور حقیقت میں اس کے باوجود وہ آزاد محسوس کرتا ہے اپنے آپ کو۔ دنیا کا غلام ہونے کے باوجود وہ سمجھتا ہے کہ میں جنت میں ہوں اور امر واقعہ یہ ہے کہ جنت میں نہیں ہوتا۔ اور جو دنیا کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے، جو خدا کا غلام بن جاتا ہے اسکے اوپر پابندیاں تو ہیں لیکن وہ پابندیاں اس کو دکھ نہیں دیتیں کیونکہ وہ پابندیاں نظام قدرت کی پابندیاں ہیں۔ نظام قدرت کی کوئی پابندی آپ کو دکھ نہیں دیتی۔ نظام قدرت آپ کو یہی بتائے گا کہ آگ میں اپنے ہاتھ نہ ڈالو، پانی میں ڈوبو نہیں اور زیادہ دیر دھوپ میں نہ بیٹھو۔ اب یہ پابندیاں ہی تو ہیں مگر دیکھو کتنی فائدہ مند پابندیاں ہیں۔ ضرورت سے زیادہ نہ جاگنا اور جو بدنی عیش کی خدا نے تمہیں طاقت بخشی ہے وہ توفیق کے مطابق رکھنا۔ جہاں زیادتی کرو گے وہاں سب کچھ گنوا بیٹھو گے۔ تو یہ پابندیاں ہیں جن کے اندر آزادیاں مضمر ہیں۔

پس آپ اگر نظام جماعت کے ساتھ عدل کریں گے اور اس عدل کے تمام باریک تقاضے پورے کریں گے تو آپ کو آزادی کے سانس نصیب ہونگے۔ آپ کو چین اور گہری طمانیت کے سانس نصیب ہونگے۔ پس اس پہلو سے آپ نظام جماعت کی حفاظت پر مستعد ہوں اور اس کے سامنے سر جھکائیں کیونکہ یہ خدا کے سامنے سر جھکانا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں نظام کیا چیز ہے یونہی خواہ مخواہ بنایا ہوا ہے نظام، نظام۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نظام خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔ حضرت محمدؐ رسول اللہ کا قائم کردہ ہے اور یہ جو بیعت ہے نظام کی خاطر کی جاتی ہے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ماننے والے جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے بیٹھے تھے انہیں ایک کے بعد دوسرے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ اس بیعت میں جو اطاعت کا اقرار ہے اور پھر اس پر اصرار ہے اور بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم ضرور اطاعت کریں گے یہ صاف بتا رہا ہے کہ محض دین عقائد کا نام نہیں ہے یا شریعت کے عام فرائض کو پورا کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ جو شخص باقاعدہ نظام کا جزو بن کر اس کے سامنے سر نہیں جھکاتا وہ عملاً دین سے باہر رہتا ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان لانا، قرآن کو سچا سمجھنا اپنی جگہ الگ مضمون تھا اور آپ کی بیعت میں داخل ہونا ایک الگ مضمون تھا۔ پھر آپ کے وصال کے بعد وہ بیعت کام نہیں آئی حالانکہ محمدؐ رسول اللہ سے کی ہوئی بیعت سے بڑھ کر اور کون سی بیعت ہو سکتی تھی۔ ہر شخص کو مجبور کر دیا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ اور جب آپ کا وصال ہوا تو حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت پر مجبور کر دیا گیا۔ حضرت عمرؓ کا وصال ہوا تو عثمانؓ کے ہاتھ پر۔ آپ کا وصال ہوا تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر۔ رضوان اللہ علیہم۔ وہ لوگ جب نظام کا نمائندہ بنے ہیں تو ان کے سامنے تمام مسلمانوں کی جماعت کو سر جھکانے پر مجبور کیا گیا ہے۔ یہ نظام ہے جس کی غلامی میں آنا آپ کے لئے آزادی کا پیغام ہے۔ یہی وہ نظام ہے جس کا آغاز ہی فرشتوں کو اس حکم سے ہوا تھا کہ جب میں آدم کو ٹھیک ٹھاک کر لوں، جب میں اس میں روح پھونک دوں تو سجدہ کر دینا۔ اب لفظ سجدہ بڑا بھاری لفظ ہے۔ بہت سے علماء کو مصیبت پڑی ہوئی ہے یہ مسئلہ حل کرنے میں کہ سجدہ غیر اللہ کو اور حکم اللہ دے رہا ہے۔ اگر کسی اور کا حکم ہوتا تو وہ کہہ بھی دیتے کہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ اللہ حکم دے رہا ہے کہ اے فرشتو! جو بظاہر دنیا کی سب سے بلند مخلوق ہو جب آدم کو میں برابر کر لوں۔ اب دیکھیں "سویٰ" کا جو مضمون ہے وہ عدل کا ہے۔ تو جب آپ قرآن کریم کی سچی تفسیر کرتے ہیں تو ہر آیت اس کی تائید میں اٹھ کھڑی ہوتی ہے ایک مضمون دوسری آیتوں کو دعوت دے کے بلاتا ہے کہ آؤ میرے حق میں گواہی دو۔

پس عدل وہ "سویٰ" کا مضمون ہے جس کے بعد آسمان سے امر اترتا ہے اور عدل کے بغیر کسی کو مامور بنایا جا ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ عدل اور ماموریت کا ایک ازلی تعلق ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ یہ آدم ہے جب اس کے اخلاق درست ہو جائیں، جب اس کے اندر توازن پیدا ہو جائے، جب اس کا بدن درست ہو جائے، جب اس کی روح درست ہو جائے، اس کا مزاج درست ہو جائے پھر میں اس میں اپنی روح پھونکوں گا۔ "فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین" (الحجر: ۳۰)۔ جب میں اپنی روح پھونک دوں پھر تمہارا فرض ہے کہ اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤ۔ پس لفظ سجدہ پر جو مفسرین کو اور علماء کو مصیبت پڑ گئی کہ یہ خدا نے کیا کر دیا کہ غیر اللہ کے سامنے فرشتوں کو حکم دے دیا کہ سجدہ کریں۔ تو امر واقعہ یہ ہے کہ سجدہ میں جو کامل اطاعت کا مضمون ہے وہ یہاں پیش نظر ہے۔ کیونکہ جو شخص سر ٹیک دیتا ہے زمین پر، جس کے ہاتھ بھی سامنے بندھے ہوئے، جس کے پاؤں بھی ایسی حالت میں ہیں کہ کلیۃً نہتا ہو جاتا ہے، اپنے دفاع کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتا اور وہ فیصلہ کرنے کی بھی کوئی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ اسے کچھ اور دکھائی ہی نہیں دیتا سوائے مٹی اور زمین کے، جس مٹی سے وہ نکلا تھا وہی مٹی اس کی آنکھوں کے سامنے ہے اگر انسان ہو تو۔ تو اس سے بڑھ کر بے اختیاری اطاعت کی اور کیا ہو سکتی ہے۔ مگر خدا نے حکم دیا ہے۔

محض دین عقائد کا نام نہیں ہے یا شریعت کے عام فرائض کو پورا کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ جو شخص باقاعدہ نظام کا جزو بن کر اس کے سامنے سر نہیں جھکاتا وہ عملاً دین سے باہر رہتا ہے

پس وہ نظام کا قیام ہے جس کی حفاظت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس حد تک فرمائی کہ فرمایا کہ جو میرے امیر کی اطاعت کرے گا اس نے میری اطاعت کی اور "ومن عصیٰ امیری فقد عصانی و من عصانی فقد عصی اللہ" جس نے میرے مقرر کردہ امیر کا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا ہے۔ جس نے میرے مقرر کردہ امیر کا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا، جس نے میرا انکار کیا اس نے خدا کا انکار کر دیا۔ تو اب بتائیں نظام جماعت کی کتنی اہمیت نکلتی ہے۔ رسول اللہؐ کی براہ راست اطاعت سے باہر جانے کا تو کوئی مومن تصور بھی نہیں کر فرمائی ہے۔ اور حیرت انگیز اس تشریح میں رفعت بھی ہے اور انکساری بھی ہے۔ فرمایا کہ میری خاطر بیعت نہ کرنا، میری اطاعت نہ کرنا۔ میں تو کچھ بھی نہیں اگر خدا میرا نہ ہو۔ اگر خدا کا امر مجھ پر نازل نہ ہو تو میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پس جس کو میں امیر مقرر کرتا ہوں اس کی حیثیت بھی نہ دیکھنا اس کی تو حیثیت بنتی اس بات سے ہے کہ میں اسے کچھ کہتا ہوں۔ ویسی ہی بات ہے جیسے غالب کہتا ہے ۔

بنے ہے شاہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

کہ بادشاہ کا مصاحب ہو گیا، بادشاہ نے اس کو عظمت بخشی، اس پر رحم کیا، اسے اپنے قریب آنے کی توفیق دی تو دیکھو گلیوں میں بھی بڑے اتراتے ہوئے پھرتا ہے اور بڑے شان سے قدم اٹھاتا ہے کہ میں بادشاہ کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔ ورنہ غالب کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں ورنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے۔ کوئی عزت نہیں، کچھ بھی نہیں۔

BUSINESS
SYSTEMS
LIMITED

SOFTWARE DEVELOPMENT AND SALES

COMPUTER SCIENCE GRADUATES
ARE INVITED TO JOIN COMPUTER
PROFESSIONALS ASSOCIATION

TEL: 0181 946 5301
FAX: 0181 946 1275

Ask for N. Ahmad or H. Rehman

تو نبی کی عزت خدا کی مصاحبت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اگرچہ وہ اتراتا تو نہیں پھرتا مگر دل میں جانتا ہے کہ خدا کے قرب کی وجہ سے اس نے سب عزتیں پائی ہیں۔ پھر جب وہ کسی کو اپنا نمائندہ بنائے تو اس کو بھی کچھ ملتا ہے اس کی اطاعت میں، اس کی غلامی میں، اس کی مصاحبت کے نتیجے میں ہی ملتا ہے ورنہ اپنی ذات میں تو کوئی آبرو نہیں۔

عدل کا یہی تقاضا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو حق جس کو دیا ہے اس کا حق سمجھو اور اس کے سامنے پوری محبت سے جھکو

پس وہ لوگ جو امراء سے بدتمیزیاں کرتے ہیں، جو امراء کے خلاف سر اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کیا امیر ہے۔ اس نے فلاں بات کی، فلاں بات غلط ہوئی، فلاں بات غلط ہو گئی، اس کی بات سن لی، اس کی نہیں سنی، ان لوگوں کو مذہب کی الف ب کا بھی نہیں پتہ۔ اور یہ عدل کا فقدان ہے نظام جماعت سے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کر رہا ہوں اور ہالینڈ میں خصوصیت سے اس کی ضرورت ہے یا ضرورت تھی۔ اور خدا کرے کہ اب نہ رہی ہو اور اسی طرح ڈنمارک کی بات ہے وہاں میں نے ابھی ایک وفد بھیجا تھا۔ وہ ملک بھی بیمار ہے کئی پہلو سے اور بیماری کی جو بنیاد ہے اصلی آخری نقطہ یہی ہے کہ جو بھی امیر مقرر کیا جائے اس کے نقص نکالتے اس سے بدتمیزی کرتے ہیں اور ایک کے بعد دوسرے کو استعمال کر لیا جائے لیکن ان کے چال چلن میں کوئی فرق نہیں۔ بوڑھے کو کیا تب اس کی عزت نہ کی، جوان کو کیا تب اس کی عزت نہ کی، صاحب علم کو کیا تب اس کی عزت نہ کی، ایک عام آدمی مگر منکسر مزاج کو مقرر کیا تو تب بھی اس کی عزت نہ کی۔ تو اگر ایسے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دین پر قائم ہیں اور نظام جماعت کیا چیز ہے، معمولی سی حیثیت ہے، ہم اس کا اگر نوٹس بھی نہ لیں، اس کو کسی خاطر میں نہ لے کے آئیں تو ہماری احمدیت تو اپنی جگہ ہے۔ ہم چندے بھی دیتے ہیں، ہم نماز بھی پڑھتے ہیں، ہم نے خلیفہ وقت کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی ہے ہمیں اور کیا ضرورت ہے۔ یہ امیر اس کی کیا حیثت ہے، یہ تو جاہل آدمی ہے۔ کبھی اس کی سنتا ہے، کبھی اس کی سنتا ہے، ہماری بات تو سنتا ہی نہیں۔ اس قسم کے نفس کے بہانے ہیں جو انسان کو طرح طرح کے دھوکے دیتے ہیں اور ایسا شخص عدل سے گر جاتا ہے۔

عدل کا یہی تقاضا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو حق جس کو دیا ہے اس کا حق سمجھو اور اس کے سامنے پوری محبت سے جھکو۔ اب اس کی ایک اور مثال ہے کہ دیکھیں ماں باپ کے متعلق فرمایا کہ اگر بوڑھے ہو جائیں تو ان کے سامنے اف بھی نہیں کرنی۔ اف نہ کرنے کا مطلب صاف ہے کہ انہوں نے کوئی زیادتی کی ہے، کوئی سختی کر بیٹھے ہیں۔ یا روزمرہ کی عادتیں ایسی ہیں جو تنگ کرتی ہیں۔ تو فرمایا ان کے سامنے اف بھی نہ کرنا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ جس شخص کو اپنے ماں باپ، رشتہ داروں، عزیزوں سب سے زیادہ پیارا یہ وجود نہیں ہے اس کو ایمان کا پتہ ہی کچھ نہیں۔ جس کے دل میں سب سے زیادہ قدر محمدؐ رسول اللہ کی نہیں ہے وہ جانتا ہی نہیں کہ ایمان کیا ہوتا ہے۔ تو دیکھو نظام کا نمائندہ چونکہ خدا کے نظام کے آپ نمائندہ ہیں آپ کا یہ مقام اور مرتبہ اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے۔ پس زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے نا کہ ایک امیر نے جو درجہ بدرجہ، سلسلہ بہ سلسلہ آخر حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ ہی کا تو نمائندہ ہے ورنہ اس کی امارت کی کچھ بھی حیثیت نہیں ہے۔ اگر یہ سلسلہ وہاں سے شروع نہ ہوتا تو نہ خلیفہ کی کوئی اہمیت، نہ امیر کی کوئی اہمیت، نہ کسی عہدیدار کی سب بے معنی مٹی کے مادھو بن جاتے کیونکہ ان میں امر نہ رہتا۔ ان میں وہ روح نہ پھونکی جاتی جو آسمان سے اترتی ہے اور محمدؐ رسول اللہ کے وسیلے سے پھر آگے نظام جماعت کے کل پرزوں کو نصیب ہوتی ہے۔

پس اس پہلو سے یاد رکھیں کہ وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نمائندگی میں آپ پر مقرر ہے اگر وہ زیادتی بھی کرتا ہے تو یہ کیوں نہیں یاد کرتے کہ ماں باپ کے متعلق تو خدا نے فرمایا ہے اف بھی نہیں کرنی۔ تو اگر یہ زیادتی کرتا ہے تو اس کی تو شکایت کا ہمیں حق ہے لیکن بدتمیزی کا کیا حق ہے۔ اف نہ کرنے کا کم سے کم اتنا مطلب تو لیں کہ اس کے سامنے آواز اونچی نہ کریں۔ ادب اور پیار کے ساتھ اسے سمجھانے کی کوشش کریں کہ دیکھیں آپ نے مجھ پہ زیادتی کی ہے اور اگر وہ نہیں مانتا تو پھر جیسا کہ نظام جماعت آپ کو اجازت دیتا ہے آپ اس کی شکایت بالا افسروں تک کر سکتے ہیں۔ اور پھر سارا نظام عدل پر مبنی ہے اس لئے لازم ہے کہ اس کی شکایت کا ازالہ ہو اگر وہ عدل کے اوپر مبنی شکایت تھی۔

لیکن دوسری ناانصافی پھر یہ لوگ یہ کرتے ہیں کہ جس کو بھیجا جائے اگر اس کا فیصلہ کسی ایک کے خلاف ہو اور کسی دوسرے کے حق میں ہو تو ہمیشہ بلا استثناء یہ چٹھی لکھتے ہیں کہ آپ کے نمائندوں نے عدل سے کام نہیں لیا، انصاف سے کام نہیں لیا۔ اور بعض ایسی جماعتیں ہیں دنیا میں جہاں تیس تیس، چالیس چالیس سال سے یہی جھگڑا چلا آ رہا ہے۔ وہ ناسور ایسا ان کے اندر داخل ہوا ہے کہ کینسر بن کے سارے بدن میں پھیل گیا ہے۔ کبھی آج تک ایسا نہیں ہوا میں پرانی یاد سے جب میرا خلافت سے ایک محض غلامی کا، اب بھی غلامی کا تعلق ہے مگر اور رنگ کا ہے، پہلے بھی غلامی کا تعلق تھا۔ اس وقت وقف جدید کی حیثیت سے یا خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے میں جماعتوں کے دورے کرتا تھا اور ان جماعتوں کو دیکھتا تھا، جانتا ہوں، ابھی بھی جانتا ہوں، ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ہر کوشش آپ نظام جماعت کر دیکھے۔ ایسے لوگوں کو بھی چنے جو ان کے نمائندے ہوں۔ ان سے کہا جائے کہ جناب اب آپ اپنا نمائندہ مقرر کریں اور وہ ان کے خلاف فیصلہ دے تو کہتے ہیں دیکھا نا انصافی کر گیا ہے یہ شخص۔ فلاں کی روٹی کھا گیا تھا، فلاں نے اس وقت ایک دفعہ اس پر یہ احسان کیا تھا۔ کم عقل آدمی ہے ہماری پوری بات سنی نہیں دوسرے کی باتوں میں آ گیا۔

تو وہ لوگ جو یہ عذر رکھتے ہیں کہ نظام عدل نہیں کرتا ان سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں کیونکہ وہ خود نظام سے عدل نہیں کر رہے۔ کیونکہ نظام سے عدل کا مطلب ہے کہ وہ جب بھی کوئی فیصلہ کرے پھر اس کے سامنے سر جھکاؤ۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے متعلق فرماتے ہیں اگر میں بھی کسی چرب زبان انسان کی دلیل سن کر اس بات میں مطمئن ہو جاؤں کہ کوئی جائیداد اس کی ہے دوسرے کی نہیں تو اگر وہ اسے لے لے گا تو آگ کا ٹکڑا ہے جو وہ قبول کرے گا اور آگ کا ٹکڑا ہے جو وہ کھائے گا۔ اس لئے اسے چاہئے کہ وہ اسے واپس کر دے۔ مگر یہ احتمال ایک کھول دیا، ایک ایسا احتمال کھولا جو عملاً آپ کی ذات میں ممکن ہی نہیں تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ صاحب فراست اور باریک اور لطیف نظر سے دیکھنے والا کبھی دنیا میں نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ تعریف کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، سب سے زیادہ حضرت محمدؐ رسول اللہ پر صادق آتی ہے۔ اس کے باوجود آپ کا یہ کہنا کہ میں بھی غلط فیصلہ کر دوں تو قبول ضرور کرنا ہو گا لیکن از خود پھر غلط فیصلے کو درست کرنے کی خاطر جو حق تمہیں دیا گیا ہے، جب کہ تمہارا حق نہیں تھا، اسے شوق سے خود واپس کرو۔ لیکن تعمیل ضرور ہوئی۔ یہ نکتہ لوگ نہیں سمجھتے۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتے مگر فرماتے ہیں اگر میں بھی کروں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعلق چوری کا کوئی دور کا تصور بھی ممکن نہیں مگر فرماتے ہیں کہ میری بیٹی فاطمہ بھی اگر چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹوں گا۔ یہ عدل ہے، حیرت انگیز عدل ہے۔ اور انسانی بشری کمزوری کے حق کو اپنی ذات میں تسلیم کرنا دراصل عدل کا تقاضا تھا۔ آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ میں نبی اللہ ہوں، نبیوں کا سردار ہوں، مجھ سے کبھی کوئی غلط فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ عدل کے خلاف ہوتا کیونکہ آپ بشر بھی تھے اور ایک بشر لاعلمی میں بعض دفعہ کوئی بات سن کر ایک غلط نتیجہ نکال بھی سکتا ہے۔ پس عدل کا عجیب مضمون ہے وہ بڑوں پر بھی چسپاں ہوتا ہے، چھوٹوں پر بھی چسپاں ہوتا ہے، ہر زندگی کے پہلو پر مختلف بھیس بدل کر آتا ہے مگر اسے پہچاننا ہو گا۔ کیونکہ عدل ہی میں ہماری زندگی ہے اور عدل ہی کے نتیجے میں پھر امر پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر آپ امر سے عدل نہ کریں تو یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ صاحب امر سے عدل کرنا لازم ہے اور اس عدل کا یہ تقاضا ہے کہ آپ اس کے فیصلے کے سامنے سر جھکائیں۔ اور پھر اگر آپ کا کوئی حق ہے تو یا بالا نظام سے مانگیں یا خدا کے سپرد کر دیں۔

اور وہ لوگ جو سچے دل سے خدا کے قائم کردہ امر کے سامنے سر جھکاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا کبھی کوئی

سب کچھ تیری عطا ہے — گھر سے تو کچھ نہ لائے

با اعتماد ادارہ

DAUD TRAVELS

آپ بھی آئیے اور آزمائیے

دنیا کے کسی بھی ملک میں جب چاہیں رخت سفر باندھیں

آپ ہمیں اپنا پروگرام دیں، اسے خوبصورت انداز میں فریم ہم کریں گے

عمرہ یا حج

جلسہ سالانہ انگلستان یا قادیان، کہیں بھی جانا ہو

نشست محفوظ کرائیں اور خوشگوار سفر کی ضمانت حاصل کریں

پاکستان انٹرنیشنل ائرلائنز کی خصوصی پیشکش، ۴ افراد پر مشتمل کنبہ کے لئے ٹکٹ میں ۱۰٪ رعایت

بذریعہ فیری جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کرنے والوں کے لئے خصوصی رعایت۔ ۵ افراد بمعہ کار کرایہ ۱۴۰ مارک صرف۔ بس کے سفر کا بھی انتظام موجود ہے۔ بذریعہ ہوائی جہاز سفر کے لئے پیشگی بکنگ جاری ہے۔

اس کے علاوہ

ہر قسم کے سرکاری و غیر سرکاری دستاویزات کے جرمن ترجمہ کا بارعایت انتظام بھی موجود ہے۔

Bilal Daud Kahlon

Daud Travels

Otto Str. 10,60329. Frankfurt am Main

Direkt vor dem, Intercity Hotel

Telefon: (069) 23 3654, Fax: (069) 25 93 59, Residence: (069) 5077190

MOBILE: 01716221046

نقصان نہیں ہونے دیتا۔ اگر وہ ایک غلط فیصلے کو غلط سمجھتے ہوئے بھی قبول کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ آسمان سے ان کی کمی پوری کرتا اور اس کثرت سے ان کو نعمتیں عطا فرماتا ہے کہ اگر ان کو شعور ہو تو اس تصور سے بھی وہ شرم سے پانی پانی ہو جائیں کہ ہم اپنے آپ کو بڑا کوئی تیس مار خان سمجھ رہے تھے کہ ہم نے دیکھو عدل کی خاطر ایک غلط فیصلے کو قبول کر لیا۔ معمولی سا ایک قصہ ہے جو دنیا میں ہر روز کرتے ہی ہیں۔ اب دیکھو دین کے معاملے میں کتنے نخرے شروع ہو جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے سر دیکھو کتنا بلند ہونے لگتے ہیں۔ عام عدالتوں کے سامنے مجال ہے ان کی یہ بات کہیں کہ تم نے عدل کے خلاف بات کی ہے اس لئے ہم یہ بات نہیں مانیں گے۔ حکومت جوتیاں مار کے ان سے بات منوائے گی۔ مگر چونکہ خدا کی جوتی دکھائی نہیں دیتی اس لئے چھوٹی سی بات کے اوپر سر اٹھاتے اور زبانیں دراز کرتے اور کہتے ہیں دیکھو امیر نے عدل نہیں کیا اس لئے ہم بکلی آزاد ہیں۔ ہم پابند نہیں ہیں کہ اس کی بات کو مانیں۔ لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ کی سوٹی یا اللہ کی جوتی دکھائی نہ بھی دے تو موجود ضرور ہے اور وہ ضرور گرتی ہے۔ اور ضرور سرکوبی کرتی ہے ایسے باغیوں کی جو خدا کے قائم کردہ اس کے ایسے نمائندوں کو جو اس کی طرف سے صاحب امر بنائے جاتے ہیں ان کو حقیر سمجھتے اور اس کی شان میں گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کہہ دیا کچھ بھی نہیں ہوا۔ کچھ بھی نہیں ہوا تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا تو کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے۔ لیکن اس نے بے چارے نے کیا بگاڑنا ہے جس کی اپنی کوئی حیثیت نہیں۔ اس کی تو حیثیت بنی ہی اس وقت تھی جب اس کو کوئی امارت سونپی گئی۔ اس سے پہلے عام شہری آپ کی طرح چلتا پھرتا تھا اس کو کسی کو کچھ کہنے کا کوئی اختیار ہی نہیں تھا۔ تو جس نے سب کچھ خدا کی خاطر قبول کیا ذمہ داری کے لئے۔ اور دراصل امر ایک مصیبت ہے۔ امر ان معنوں میں مصیبت ہے کہ اتنی بڑی ذمہ داری آ پڑی ہے بیٹھے بٹھائے ایک انسان کے اوپر کہ اس کے مقابل پر جو بے امر کا روزمرہ پھرنا ہے وہ بہت زیادہ آسان اور دلکش دکھائی دیتا ہے۔ لیکن یہ لوگ یہ نہیں سمجھتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ امر آ گیا ہے اچھا جی بڑا ہی اونچا چڑھ گیا ہے یہ شخص، ہم پر حکومتیں جتانے لگا ہے، ہمیں حکم دیتا ہے۔ حالانکہ اس بے چارے غریب کے دل کا یہ حال ہو گا کہ اسے یہ بھی مصیبت ہو گی کہ کسی بھائی کو کسی معاملے میں مجبور کرے اور خدا کے نام پر اس سے تعاون کی درخواست کرے۔ تو تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ لوگ نظام جماعت سے عدل سیکھیں اور عدل کے مضمون پر غور کرتے رہیں۔ ابھی تو میں نے آپ کو ہزارواں حصہ بھی وہ نہیں بتایا جو خدا تعالیٰ نے مجھے عدل کے مضمون کے اوپر نظر ڈالنے کی توفیق بخشی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے پر گہری نظر ڈال کر آپ کو عدل کے ایسے لطیف مظاہر دکھائی دیتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور انسان خدا کی عظمت کے سامنے ورطہ حیرت میں غرق ہو جاتا ہے۔

> **وہ لوگ جو سچے دل سے خدا کے قائم کردہ امر کے سامنے سر جھکاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا کبھی کوئی نقصان نہیں ہونے دیتا**

پس آپ بھی ان باتوں پر غور کیا کریں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے عدل کے مضمون کو جتنا سمجھیں گے، جتنا اس کا عرفان ہو گا اتنا ہی آپ کو عدل کرنے کی توفیق ملے گی۔ ورنہ موٹا موٹا عدل ہے جو آپ کر سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں کر سکتے۔ اور جوں جوں انسان ترقی کرتا ہے موٹے عدل کا مضمون پیچھے نیچے رہ جاتا ہے۔ اوپر کی ترقی باریک عدل کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ درجے وہیں کھڑے ہو جائیں گے جہاں موٹے عدل کا مقام آ گیا ہے۔ اور باقی ساری ترقیاں باریک عدل کے تقاضوں کے پورا کرنے سے آتی ہیں۔ پس خدا کے قرب کے مزے لوٹنے ہیں، روحانی لذتیں حاصل کرنی ہیں، بلند فضاؤں میں اڑنا ہے تو عدل کو اختیار کریں۔ لیکن عدل کو سمجھیں گے تو اختیار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے اور آپ کے حوالہ سے میں دنیا کی تمام جماعتوں کو بھی اس مضمون کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ ایک دو جماعتوں کے میں نے نام لئے ہیں مجبوراً، کیونکہ بعض کی طرف سے بہت دیر سے تلخیاں پہنچ رہی ہیں۔ صرف ان کو سمجھانے کے لئے کہ اب خدا کا خوف کرو ورنہ پھر نظام عدل تم سے کچھ اور سلوک کرے گا۔ اور باقی اور بھی ہیں جن کا نام نہیں لیا گیا مگر میں جانتا ہوں۔ مختلف ملکوں میں کئی ایسے گڑھ ہوتے ہیں جہاں ایک دو یا چند بیمار ایک بیماری کی گٹھلی بنا لیتے ہیں۔ ارد گرد کا بدن صحت مند بھی ہو تو وہ گٹھلی اکیلی ہی اس کو کمزور کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ ہر وقت کا زہر اس گٹھلی سے گھل گھل کر سارے بدن کو دکھوں میں مبتلا کرتا رہتا ہے۔ پس یہ نہیں میں کہتا کہ جن جماعتوں کا میں نے حوالہ دیا ہے ان میں سارے ہی بیمار ہیں مگر یہ میں ضرور کہتا ہوں کہ گٹھلیاں ضرور ہیں۔ اور ساری گٹھلیاں ظلم کی گٹھلیاں ہیں، عدل کے فقدان کی گٹھلیاں ہیں، تکبر کی گٹھلیاں ہیں۔ یا تو ان کو چھل کے باہر نکال کے پھینکا جائے یا ان کو کاٹ کر باہر پھینکا جائے یا پھر اگر وہ سارے بدن میں زہر سرایت کر گیا ہے تو اس کا علاج تو پھر یہی ہے کہ اس سارے بدن سے قطع تعلق اختیار کر لی جائے۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔ مگر میں امید رکھتا ہوں کہ جو فکر کرنے والے لوگ ہیں اس مضمون کے اوپر غور کریں گے اور نظام جماعت کی پابندی خدا کی خاطر اس کی رضا کے لئے، نہ کہ بندوں کے منہ دیکھ کر کریں گے۔ اگر ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ آپ پر بے شمار برکتیں نازل فرمائے گا اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی۔ پس نظام عدل ہی سے ہماری زندگی اور ہماری تمام ترقیاں وابستہ ہیں۔ اللہ ہمیں اس کو قائم رکھنے اور اس کی وفا کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

★

اک شباب آسرا تھا ٹوٹ گیا
بت خدا بن گیا تھا ٹوٹ گیا

ہم کہاں تک سنبھال کر رکھتے
دل تو آئینہ سا تھا ٹوٹ گیا

کیا عجب تھا سکوت آخر شب
ایک آنسو گرا تھا، ٹوٹ گیا

پر سکوں عمر ہے شباب کے بعد
زور طوفان کا تھا ٹوٹ گیا

رشتہ جسم و جاں تھا نازک سا
دل جو دھڑکا ذرا سا ٹوٹ گیا

کوئی طوفاں نہ کوئی آندھی تھی
خشک نخل وفا تھا ٹوٹ گیا

آدمی عرش کا مکیں ہو کر
فرش پر آ گرا تھا، ٹوٹ گیا

وہ اس انداز سے ہوئے رخصت
دل کا جو حوصلہ تھا ٹوٹ گیا

ان کے آتے ہی، ضبط غم کا جو
بند باندھا ہوا تھا ٹوٹ گیا

عشق سچا تھا، عزم پکا تھا
پر جو کچا گھڑا تھا ٹوٹ گیا

حسن کی ضد کو دیکھ کر ناہید
وہ جو زعم انا تھا ٹوٹ گیا

(عبدالمنان ناہید)

> "وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات ہے اور دائمی خوش حالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا
>
> (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

The Hahnemann College of Homoeopathy

Venues: London and Birmingham; Contact: The Secretary, 164 Ballards Road, Dagenham, Essex. RM10 9AB. Tel / Fax: 0181-984-9240

The Hahnemann College of Homoeopathy (est. 1980) teaches classical Hahnemann principles. The college offers two courses for the mature student leading to the professional Diploma qualification : D.Hom.Med. and gives eligibility for professional registration with the U.K. Homoeopathic Medical Association (UKHMA).

FOUR YEAR PART TIME DIPLOMA COURSE

This course is open to any candidate who have a strong desire to learn homoeopathy to relieve the suffering of mankind.

TWO YEAR PART TIME DIPLOMA COURSE

This course is open to the following medical practitioners.

Acupuncture, Pharmacy, Chiropractice, Osteopaths, Naturopathy, SRN's, Physiotherapy, Dental Surgeons, Veterinary Surgeons.

Courses include: practical clinical studies / Patient management / renowned international speakers. For prospectus please apply above.

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۸۱)

رسٹاکس کی تفصیلی علامات اور استعمالات کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۸ مئی ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۸ مئی ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں سپونجیا اور رسٹاکس کی تفصیلی علامات بیان فرمائیں۔

رسٹاکس (Rhus. Tox.)

رسٹاکس کا مرطوب اور سرد موسم سے تعلق ہے اور گرم نمدار موسم میں بھی رسٹاکس سے تکلیفیں بڑھتی ہیں۔ برسات میں تکلیفیں ہوتی ہیں۔

اس میں حرکت سے تھوڑا سا آرام آتا ہے، زیادہ نہیں۔ کیونکہ حرکت سے جو آرام ملتا ہے وہ صرف کسی کروٹ پر پڑے رہنے سے درد کا وہاں جو اجتماع ہے اس کو ریلیف دیتا ہے۔ اس طرح کی درد تھوڑی سی حرکت سے ٹھیک ہو جائے گی۔ لیکن جو مستقل اس کی درد ہے وہ جاری رہے گی۔ وہ سارے بدن میں ایک دکھاؤ، بخار کا احساس اور ہڈیوں میں تکلیف، دردیں۔ وہ زیادہ حرکت سے کم نہیں ہونگے بلکہ جب زیادہ عرصہ چلیں گے تو تھکاوٹ سے اس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے رسٹاکس کی یہ تفصیل ہے جو پہچاننی چاہئے۔ رسٹاکس ملیریا کے لئے بہت اچھی دوا ہے۔ اگر برائیونیا کے ساتھ اس کو ادل بدل کر دیا جائے تو چوٹی کی دوا ہے۔ برائیونیا اور رسٹاکس باری باری۔ لیکن پہلے اگر آپ آرنیکا اونچی طاقت میں دیں تو وہ حفظ ماتقدم کا کام کرتا ہے۔ ملیریا کی بہت ہی مؤثر دفاعی دوا ہے۔ جو حفظ ماتقدم کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔ آرنیکا ہزار، دس ہزار، لاکھ تک بھی دے سکتے ہیں۔ پھر اگر مرض شروع ہو تو برائیونیا اور رسٹاکس ۲۰۰ ایک دن میں ہی بدل بدل کر بار بار دیں۔ چار دفعہ ایک دن میں دونوں کو باری باری دیا جائے۔ یعنی دو خوراکیں ایک دوسرے کی مگر ایک دوسرے کے بعد تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ۲۰۰ سے بعض لوگ ڈرتے ہیں کہ بہت جلدی دوہرائی جا رہی ہے مگر یہ بالکل مناسب ہے اور پہلی علامت یہ ہوتی ہے کہ معدے میں جو بھاری پن اور متلی کا احساس ہے، عمومی جسم بھاری، اس میں ریلیف ملتا ہے اور بھوک لگتی ہے اور نیند اچھی آتی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو علامتیں ظاہر ہوں، معدہ ہلکا ہو، بھوک بھی لگے تو اس کا مطلب ہے کہ اب ریلیف ہو گیا ہے۔ اگر پھر بھی ملیریا ہو جائے تو اس وقت چڑھتے بخار میں کچھ نہیں دینا۔ اترتے بخار کے وقت یا بخار اتر جانے کے بعد آرسینک ایک ہزار میں ایک خوراک ملیریا میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔

اکثر ملیریا میں بخار چڑھتے وقت دوا نہیں دینی چاہئے۔ مگر نیٹرم میور خصوصیت سے، کیونکہ بہت سخت ردعمل پیدا کرتا ہے۔ اگر اسے چڑھتے بخار میں دے دیں تو سخت ردعمل ہوتا ہے۔ عام بخاروں میں فیرم فاس چڑھتے بخاروں میں بے شک آپ دیں۔ بار بار دیں، بہت مفید ہے۔ سلیشیا، فیرم فاس، گلے کے بخاروں میں سیپٹک بخاروں میں، کوئی نقصان نہیں ہے لیکن ملیریا میں اگر آپ دیں گے تو سخت نقصان ہوگا۔

سیلولائٹس کے لئے رسٹاکس اچھی دوا ہے۔ خواہ وہ گردن میں ہو خواہ Pelvis میں ہو۔ یا اور کہیں گلینڈز میں۔ سیلولائٹس، سلیز (Cells) کے اندر انفلیمیشن کہہ کہتے ہیں۔

اینڈومیٹائٹس میں بھی رسٹاکس کو ٹرائی کرنا چاہئے۔ اگر یہ فائدہ دے تو بعید نہیں کہ جلد پر ایگزیما نکال دے یا اور کوئی اثرات بنائے۔ جب اندر سے ٹھیک کرتی ہے یہ دوا تو مرض کو باہر پھینکتی ہے کسی شکل میں۔ عام طور پر یورپ میں اور مغرب میں اینڈومیٹائٹس کی بیماری بہت ہے۔

اینڈومیٹائٹس میں جو دوائیں استعمال ہو سکتی ہیں ان میں ایک سلفر اونچی طاقت میں ہے۔ پائروجینم کے ساتھ ملا کر دیں تو یوٹرس کے اندرونی حالات پر اس کا اچھا اثر ہوگا۔ یوٹرس کے سیپٹی سیمیا انفیکشن وغیرہ کے ساتھ ان دونوں دواؤں کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ اور اگر اس کو رسٹاکس سے Alternate کریں تو میرے خیال میں اس کو اینڈومیٹائٹس کو سنبھال لینا چاہئے۔ ابھی کوئی ایسا تجربہ میرے علم میں نہیں ہے کہ میں آپ کو یقین سے کہوں یہ مفید ثابت ہوا ہ۔ یہ مشورہ دے رہا ہوں یہاں چونکہ بہت کیسز ہیں، علم میں آتے رہتے ہیں ان میں اس کو Alternate کر کے دیکھنا چاہئے۔ میرا خیال ہے مفید رہے گی۔

تمام وہ ری ایکشن جو جلد کے اوپر، چھالے ہوں پیپ سے بھرے ہوں، خون سے بھرے ہوں، سیرم ہو گندا قسم کا ان سب میں رسٹاکس کا ان بیماریوں سے جن میں بڑے چھالے پیدا ہوتے ہیں، گہرا تعلق ہے۔

رسٹاکس چوٹی کی دوا ہے فالجی امراض میں اور Infentile Paralysys میں لکھا ہے کہ بہت اچھا ہے رسٹاکس۔ Infentile Paralysys کیا اصطلاح ہے؟ مجھے تو اس سے یہ سمجھ نہیں آ سکی کہ اس کا محرک کیا ہے؟۔

میرے ذہن میں یہ آ رہا ہے کہ اس کا تعلق پولیو سے ہوگا۔ کیونکہ Infentile Paralysys اکثر پولیو کے نتیجے میں ہو جاتا ہے۔ اور ہنستا کھیلتا تازہ بچہ بخار چڑھتا ہے اور پھر اس کے بعد فالج آہستہ آہستہ شروع ہوتا ہے۔ اور چونکہ رسٹاکس کو میں نے پولیو میں مفید دیکھا ہے اس لئے Infentile Paralysys میں سے یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا تعلق بچپن میں پولیو سے ہوگا اور اگر بچپن میں کسی کو فالج ہو، بہت بچپن میں آثار ظاہر ہوں کسی بچے کی ٹانگ کا کوئی حصہ کمزور ہو گیا ہے۔ عام طور پر ایک حصہ کمزور ہوتا ہے۔ دایاں نچلا، یا بایاں اوپر والا، بایاں نچلا یا پوری سائیڈ تو رسٹاکس کو فوراً شروع کروا دینا چاہئے۔ لیکن رسٹاکس کو جب بھی میں نے سلفر سے ادل بدل کر دیا ہے اس کا اثر بہتر دیکھا ہے۔ کیونکہ اکیلا رسٹاکس کچھ دیر کے بعد جو ردعمل کرتا ہے اس میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ تو سلفر اس ردعمل کی طاقت کو پھر بحال کرتی ہے۔ اب پھر رسٹاکس کام کرتا ہے۔ اور سلفر از خود بھی فالجی امراض میں اچھی ہے۔ اس لئے یہ کمبی نیشن بہت مفید ہے۔

رسٹاکس فالجوں میں چوٹی کی دوا ہے۔ وقتی طور پر جسم کا کوئی حصہ سو جائے وہ اور چیز ہے۔ سونے کے بعد جسم جاگ جاتا ہے اور وہ رسٹاکس کا کیس نہیں ہے۔ لیکن اگر کچھ حصہ کمزور محسوس ہو، ہاتھ میں جان ختم ہونی شروع ہو جائے تو ایسے کیسز میں رسٹاکس ایک قابل غور دوا ہے اور رفتہ رفتہ جو فالج بڑھتے ہیں اور زیادہ لمبے عرصہ رہنے والے اور گہرے ہیں ان میں کاسٹیکم، رسٹاکس سے بہتر ہے۔ یعنی زیادہ امکان ہے کاسٹیکم کا۔ کاسٹیکم کو عموماً جن ہومیوپیتھ سے میری واقفیت تھی اکثر اس کو فوری ظاہر ہونے والے فالج کی دوا سمجھتے ہیں۔ خشک سردی لگی فالج ہوا۔ آپ نے کاسٹیکم دے دی۔ حالانکہ وہ فوری اثر نہیں ہوا ہوتا۔ کچھ عرصہ پہلے سردی لگی ہوتی ہے اور جو انفیکشن ہے یا جو بھی اندرونی تبدیلی واقع ہوئی ہے وہ پاؤں جمالیتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتی ہے۔ لیکن لقوہ میں چونکہ یہ مشہور ہے اسے لقوے تک محدود کر دیا گیا ہے۔ یہ لقوے کی چوٹی کی دوا ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن لمبا عرصہ آہستہ آہستہ بڑھنے والا جو فالج ہے یہ جو سست رفتار سے بڑھتا ہے جب آگے بڑھ جاتا ہے تو اس کی واپسی پھر مشکل ہو جاتی ہے۔ ایسے فالج میں کاسٹیکم بہت اہم دوا ہے اور عموماً رسٹاکس اور سلفر شروع میں استعمال کی جائے۔ اگر زیادہ تفصیل کا پتہ نہ ہو زیادہ علامتیں یا اس کی وجوہات کا علم نہ ہو یہ ایک اچھا محفوظ طریقہ ہے اکثر بیماریاں اس سے کنٹرول میں آ جائیں گی۔ مگر اس کو کچھ وقت دینا چاہئے۔ فوری اثر ایک دم نہیں نکلتا۔ ایک دو مہینہ تین مہینے مسلسل دیتے رہیں۔ مریض بتاتا ہے اب میرا ہاتھ اٹھنے لگ گیا ہے۔ میں یہاں تک پہنچ گیا ہوں۔ اللہ کے فضل سے کافی فائدہ ہو جاتا ہے۔

بائیں طرف کے فالج کے لئے عموماً آرنیکا لیکسز اچھا کمبی نیشن ہے اور اس کے ساتھ کیڈمیم سلف ۳۰ دی جائے۔ میں نے اس کو مفید دیکھا ہے۔ لیکن جہاں اس کا فائدہ نہ ہو وہاں بائیں طرف کے فالج میں بھی بعد میں سلفر اور رسٹاکس کو بدل بدل کر دینے سے فائدہ ہو جاتا ہے۔

اس کی سردرد کی مختلف قسمیں ہیں۔ ان کی اس کے سوا کوئی پہچان نہیں کہ بخاروں میں جس قسم کی سردردیں ہوتی ہیں وہ سب رسٹاکس میں پائی جاتی ہیں۔

رش آف بلڈ چہرے کی طرف یا سر کی طرف ہوتا ہے اور جلد دکھنے لگ جاتی ہے۔ ایگزیما کی چوٹی کی دوا ہے۔ لیکن بچوں میں جہاں تفصیل سے باتیں معلوم نہیں ہو سکتیں، سر کا ایگزیما خاص طور پر رسٹاکس کے زیر اثر آتا ہے۔ لیکن اس میں صرف یہ ڈر لگتا ہے کہ اس کا ردعمل بعض دفعہ بہت سخت ہوتا ہے۔ اگر یہ ایگزیما کی دوا ہو اور دی جائے تو ایک دم ایگزیما اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور بڑی شدید علامتیں آ جاتی ہیں۔ اور پھر وہ خود بخود کم ہو جانا چاہئے۔ اگر وہ خود بخود چند دن کے اندر بیٹھنا شروع ہو جائے اور کسی اور دوا کی ضرورت نہ پڑے تو پھر رسٹاکس، جب وہ ری ایکشن ٹھیک ہو جائے، تو پھر دوبارہ دی جاتی ہے۔ اور اگر نہ بیٹھے تو پھر دوسری دوائیں ڈھونڈنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

جلد کی بیماریوں میں بدل بدل کر دینے کے لئے عام طور پر گریفائٹس، سلیشیا اور سورائینم کا کمبی نیشن ایک دوسری کے بعد اچھا ہے۔ اور اس کے علاوہ آرسینک کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ جب بے چینی بڑھے اور تکلیف بڑھے تو آرسینک بھی بیچ میں کبھی کبھی انٹروڈیوس کرنا پڑتا ہے کیونکہ جلد کے ساتھ آرسینک کا بھی گہرا تعلق ہے۔

رسٹاکس آنکھوں کے لئے بھی اچھی دوا ہے۔ آنکھوں میں ہر قسم کی انفیکشن سے سرخ آنکھیں ہو جانا، پس وغیرہ پڑنا، خاص طور پر اگر نمدار موسم میں آنکھ کی تکلیف بڑھے۔ برسات میں اس کو میں نے استعمال کر کے دیکھا ہے۔ رسٹاکس آنکھوں کی تکلیفوں میں کافی مفید ثابت ہوئی ہے۔

منہ میں سرخ، Raw سطحیں بن جاتی ہیں۔ یعنی مریض کے منہ میں زخم Soar نہ بھی ہوں تو سطحیں کچی کچی سی نظر آنے لگ جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں رسٹاکس کی جو خاص پہچان ہے وہ میٹیلک ٹیسٹ (Metallic Taste) ہے۔ منہ کی یہ حالت بہت دواؤں میں ملتی ہے۔ اگر معدہ خراب ہو اور معدے میں انفلیمیشن ہو۔ معدے میں Soar ہو تو اس کی تصویر منہ کے اندر بنتی ہے۔ اور جب منہ میں تصویر بنے تو اس کا مطلب ہے کہ معدے کی حالت کافی خطرناک ہو چکی ہے۔ تو منہ آئینہ ہے جس سے دل پھیلنے کی دو چار دوائیں جو ہیں جن کو میں نے مؤثر دیکھا ہے ان میں سے ایک رسٹاکس ہے۔ ایتھلیٹس کا دل پھیل جائے جنہوں نے بہت زیادہ ورزش کی ہو یا بوجھ اٹھائے ہیں ان کے لئے رسٹاکس بہترین ہے۔

کمر کی تکلیفوں کے لئے بہت چوٹی کی دوا ہے۔ اکثر جو پوری ریڑھ کی ہڈی کے ارد گرد جو عضلات ہیں ان کے اندر جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور توازن بگڑتا ہے۔ بعض دفعہ ایک طرف کو Collapse پیدا ہو جاتا ہے۔ ان سب میں رسٹاکس اچھی دوا ہے۔ اور اس کے بعد کلکیریا کارب کی باری آجاتی ہے۔

Strains جو ٹخنوں میں پڑ جاتے ہیں اس کی فوری دوا کیا ہے؟ آرنیکا اگر مرض باقی رہ جائے تو پھر رسٹاکس بہت اچھی ہے اور بھی زیادہ اگر رہ جائے تو پھر روٹا (Ruta) یعنی پہلے آرنیکا، پھر رسٹاکس پھر روٹا پھر

Attanayake & Co.
Solicitors

Consult us for your legal requirements such as:
Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violence, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact:
ANAS AHMAD KHAN
204 Merton Road London SW18 5SW
Phone: 0181-333-0921 &
0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

باقی اور کام کرتی ہیں مثلاً ہائی پیریکم کام آجاتی ہے۔ آپ معدہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور منہ کی جو علامتیں ہیں ان کو ہومیوپیتھی میں اتنا گہرائی سے پڑھ کر ان کو الگ الگ دکھا کر بیان کیا گیا ہے کہ میرے خیال میں اس علم کو اگر آپ اچھی طرح یاد رکھ لیں تو معدے کے کسی ٹیسٹ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ کوئی نالیاں اندر داخل کرنے کی ضرورت نہیں۔ مریض کا منہ، اندر کا حصہ، اپنی خاص علامتوں کے ذریعے معدے کی تصویر بناتا ہے۔ اس میں رسٹاکس کی جو تصویر بنتی ہے اس میں صاف پہچان والی یہ چیز ہے کہ میٹلک ٹیسٹ (دھاتی ذائقہ) کبھی بیٹری کے سیل کو منہ سے لگا کر دیکھیں تو عجیب سی چیز ہے جو کبھی کھٹی بھی نہیں ہوتی مگر کھٹاس کی یاد بھی دلاتی ہے۔ زبان سکڑتی ہے اس سے پیچھے ہٹتی ہے۔ اور (Metal Taste) نہ نمکین نہ میٹھا لیکن محسوس ہوتا ہے سب کو۔ میٹل منہ میں ڈالیں میٹل کا Taste آتا ہے۔ وہ میٹلک ٹیسٹ رسٹاکس کی نشانی ہے۔ منہ میں چھالے بھی پڑ جاتے ہیں بعض دفعہ۔ یہ چھالوں کی خاص دوا ہے۔

رسٹاکس میں گلے کی خرابی میں Violence بہت ہوتی ہے۔ نگلنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ چھالے بھی پڑھ جائیں گے گلے کے اندر اور بہت زیادہ درد سے سوجن ہونا سمجھ لیں۔ یا چھالوں کی طرف رجحان۔ اس میں یہ گلے میں بھی مفید ہو سکتی ہے۔ Easophagus کی انفلیمیشن میں مفید ہے۔ ٹائفیائیڈ میں اچھی دوا ہے۔ پیٹ میں بہت ہوا اور رسٹاکس کی جو خاص علامتیں ہیں وہ سب موجود ہوں اور خاص قسم کا اس میں بخار سر کو چڑھتا ہے۔ عام طور پر کہتے ہیں کہ اس طرف اگر ذرا سا دباؤ ڈالا جائے تو ہوا گڑگڑاتی ہوئی جا رہی ہے نیچے کی طرف پہنچتی ہے۔ لیکن یہ صرف ٹائفائیڈ کی بات نہیں ہے۔ عام طور پر اس میں ہو جاتا ہے۔

اپھارہ جس کو کہتے ہیں، پیٹ پھول کے ڈھول بن جاتا ہے۔ اس کو ماریں تو ڈھول کی سی آواز نکلتی ہے۔ ویسا میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ویسا ڈرم نہیں ہے یہ۔ لگتا ہے کہ ڈرم ہے باقاعدہ بنا ہوا۔ مگر ڈاکٹر جب اپنا ہاتھ رکھ کر اوپر یوں انگلی مارتے ہیں پھر ان کو پتہ چلتا ہے کہ ڈھول جیسی آواز ہے۔ ورنہ پیٹ بجانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ایسی علامتوں میں جب پیٹ میں تناؤ اتنا ہو اس صورت میں نہ تو ڈکار باہر آتا ہے نہ نیچے اترتا ہے اور دونوں رستے تنگ ہو کر سکڑ جاتے ہیں۔ یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ اس سے بعض لوگوں کو اتنی شدید بے چینی پیدا ہوتی ہے کہ ساری ساری رات مریض ٹہلتے ہیں۔ ان کے لئے رسٹاکس اچھی دوا ہے، کولچیکم اچھی دوا ہے، لائیکوپوڈیم اچھی دوا ہے۔ مگر لائیکوپوڈیم میں اور اس میں فرق یہ ہے کہ رسٹاکس میں بار بار اس طرح ڈکار نہیں آتے جس طرح لائیکوپوڈیم میں آتے ہیں۔ لائیکوپوڈیم میں ڈکار آتے ہیں مگر فائدہ نہیں دیتے۔ آتے چلے جاتے ہیں مگر پیٹ اسی طرح تنا رہتا ہے۔ اور رسٹاکس میں تن جاتا ہے اور اگر حرکت ہوئی تو نیچے کی طرف حرکت ہوگی مگر گھوم گھام کر پھر ہوا اوپر کی طرف چڑھ جاتی ہے۔ یہ علامتیں ہیں مختلف پیٹ کے تناؤ کی۔ ان کو پیش نظر رکھا جائے تو ہو سکتا ہے کہ عام بیماری سے بعض مریضوں کو نجات مل جائے مگر یہ ایسی بیماری ہے جس کو آج تک ایلوپیتھک بھی کنٹرول نہیں کر سکے۔ اور ہومیوپیتھک میں بھی غیر معمولی شفا نہیں دیکھی گئی کہ مریض ٹھیک ہو جائے۔ جس کے پیٹ میں ایک دفعہ ہوا جگہ بنا لے تو بڑا مشکل کام ہے اس کو نکالنا۔ سوائے اس کے کہ ایکسرسائز وغیرہ کر کے اس کو کچھ ٹھیک کیا جائے۔

پیٹ میں ہوا کے جمع ہونے کے متعلق میرا ایک اپنا نظریہ ہے۔ اگر معدہ اور انتڑیاں اپنے عام سائز سے پھیل جائیں اور ان میں جو سکڑنے کی طاقت ہے وہ جہاں سے وہ پھیلی ہوئی ہیں وہاں سے ہوا نکال بھی دیں تو وہ کھینچیں گی ہوا کو اور ہوا کی حالت باقی رہتی ہے۔

ایسے بعض تجارب ہوئے ہیں ایلوپیتھی میں کہ مریض کو جتنی خوراک دی گئی ہے اس سے زیادہ اس نے ہوا بنائی ہے۔ یعنی جتنی بنا سکتا تھا اس سے بہت زیادہ ہوا بنی اور اس پر ایک وقت میں ڈاکٹروں کا نظریہ یہ تھا کہ یونہی مریض کہتے ہیں کہ اندر بن رہی ہے۔ وہ باہر سے ہوا لیتا ہے۔ ہر معاملے میں یہ بات درست نہیں۔ اگر انفیکشن وغیرہ ہو اور بعض دفعہ کیڑے ہوں تو غذا اکثر گل سڑ کے ہوا بنتی رہتی ہے۔ لیکن بعض مریض ایسے ہیں کہ یہ نہ بھی ہو تو معدے میں ہوا ضرور بھری رہے گی۔ یا انتڑیاں پھیلی رہیں گی۔ وہ سارا انظام جو اندر ہے ایلیمنٹری کینال کا اس کو سکیڑنے کے لئے، واپس اپنی پہلی ٹون پہ بحال کرنے کے لئے، کچھ اسے ایسی دوائیں چاہئیں مثلاً مسکولر ٹانک ہو، کچھ ایسی ایکسرسائز چاہئے جو اس کو سکیڑنے کی طرف واپس لے آئے۔ ورنہ ہوا نکلے گی تو پھر معدہ پھیلے گا اور ہوا کھینچ لے گا۔ باتیں کرتے کرتے ہوا چلی جاتی ہے اندر۔ اس لئے ہوا کا رستہ روکنا بڑا مشکل ہے۔ لیکن اگر تشنج کی کیفیت پیدا ہو جائے تو پھر علاج ضروری ہے۔

یہ میں اس وقت جو بات کر رہا ہوں کہ ایک قسم تشنج کی کیفیت ہوتی ہے۔ پیٹ ڈھول بن جاتا ہے اور ہوا کسی طرف سے بھی نہیں نکلتی اس وقت رسٹاکس بھی اچھی دوا ہے۔

رات کو بے اختیاری میں پیشاب نکل جانے میں بھی رسٹاکس کو اچھا بتایا گیا ہے۔ اس کا ایک موازنہ ضروری ہے لائیکوپوڈیم سے۔ لائیکوپوڈیم ابھی نہیں پڑھایا مگر اتنا ذکر آچکا ہے کہ اس میں رات کو بار بار پیشاب آنا اور اس کے علاوہ سوتے میں پیشاب نکل جانا دونوں باتیں اس میں پائی جاتی ہیں اور یہی دونوں باتیں لائیکوپوڈیم میں بھی پائی جاتی ہیں۔

رات کو بار بار پیشاب آنا اور سوتے میں نکل جانا۔ ان کا فرق کیا ہے۔ فرق بڑا نمایاں ہے۔ لائیکوپوڈیم میں دن کے وقت پیشاب بار بار نہیں آتا بلکہ رات پڑی پیشاب آنا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ بار بار مریض اٹھتا ہے اور رسٹاکس میں اگر تکلیف ہے تو دن کو بھی آئے گا اور رات کو بھی۔ اس میں کچھ ہیجان پیدا ہو جاتے ہیں۔ انفلیمیشن ہے انتڑیوں میں، رسٹاکس گردے میں بھی سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ ذیابیطس کو اندر سے نکال کر باہر پھینکتا ہے۔ اس لئے رسٹاکس کا جو پیشاب ہے اس کا سوزش سے نکلتا ہے۔ اور سوزش دن کو بھی ہوتی ہے اور رات کو بھی۔ لائیکوپوڈیم کے پیشاب کا سوزش سے تعلق نہیں۔ نہ بخار ہوتا ہے اور نہ انفلیمیشن کی اور علامات ہوتی ہیں۔ اس کے باوجود رات کو زیادہ ہوتا ہے۔ رسٹاکس کا اتنا یاد رکھیں کہ دن اور رات دونوں میں چلتا ہے۔

یہ جو عورتوں میں بعض دفعہ یوٹرس کا پرولیکس ہو جاتا ہے، بوجھ اٹھانے کی وجہ سے، Strains کی چوٹی کی دواؤں میں سے یہ دوا ہے۔

شروع شروع میں جو گلے کی خرابی کی وجہ سے آواز بیٹھتی نہیں ہے جب مریض بولنا شروع کرے تو ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اور جتنا بولے آواز صاف ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس لئے ایسے مریض کئی کئی گھنٹے بھی لیکچر دیں تو لیکچر کے دوران آواز ٹھیک رہے گی اس کے بعد پھر رد عمل ہوگا۔ یہ دراصل رسٹاکس کی حرکت سے جو تصویر بنتی ہے اسی کا ایک قسم کا نمونہ ہوتا ہے۔

کھانسی کے متعلق میں پہلے بتا چکا ہوں۔ کہ بہت Tormentic کھانسی ہے۔ بہت مصیبت پیدا کرنے والی۔ اندر یہاں ٹریکیا میں سوزش ہو جاتی ہے۔ کھجلی جیسی کیونکہ یہ اگزیما اور خارش کی دوا ہے۔

کھجلی اور بھی دواؤں میں ہے مثلاً ریومیکس میں بھی بڑی نمایاں ہے۔ ٹریکیا کے اندر خشک کھجلی لیکن رسٹاکس کی Tormentic زیادہ ہے۔ جب گلے کے نیچے اندر گردن میں خارش ہو بار بار اور کھانسنا پڑے تو رسٹاکس اس میں مفید ہو سکتی ہے۔

نکاح کی بنیاد صدق و سداد پر ہونی چاہئے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"نکاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آیات پڑھا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "قولوا قولاً سدیداً" (احزاب:۷۱) سچی بات، پکی بات، مضبوط بات، اصلاح والی بات، نیکی والی بات کرو۔ نکاح میں لوگ جھوٹ بہت بولتے ہیں۔ طرفین اپنے اغراض کو پورا اور اپنے مدعا کو حاصل کرنے کے لئے قطعاً اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہمارے اقوال ہمارے دلی خیالات کے موافق ہیں یا نہیں۔ ایک غرض مدنظر ہوتی ہے۔ اس کے حصول کے لئے جس قسم کی باتیں بنانی پڑتی ہیں بنا لیتے ہیں۔ لڑکے والا لڑکی والوں کو یقین دلاتا ہے کہ میں اس دن کے بعد تمہارا غلام ہوں۔ چنانچہ اسی لئے پیغام نکاح بھی دیا جاتا ہے تو ان الفاظ میں کہ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمائیے۔ مگر وہ جو نکاح سے پہلے لکھتا ہے کہ غلام بنالو، جس دن شادی ہو جاتی ہے اور لڑکی پر قبضہ تو پھر غلام بننے کی بجائے آقا بننا چاہتا ہے۔ لڑکی پر جو حکومت چاہتا ہے وہ تو الگ۔ لڑکی کے والدین کو بھی اپنا غلام اور اپنی خواہشات کا مطیع بنانا چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ سسرال ایک گالی ہو گئی اور یہ لفظ حقارت کے اظہار کا ایک ذریعہ بن گیا۔ چونکہ انسان اس بات کا محتاج ہے کہ اس کا کوئی یار و مددگار ہو، دوست و غمگسار ہو، کوئی اس کا پیارا ہو، ان مشکلات کو سوچ کر دقتوں کو دیکھ کر پہلے تو اپنی غلامی کا یقین دلاتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس قدر ممکن ہو مدعا میں کامیاب ہو اور جو لوگ اس مدعا کے حصول میں حارج نظر آئیں انہیں ایڑی کے نیچے رگڑنا چاہتا ہے۔

لڑکی والوں کا بھی یہی حال ہے جب تک میاں بی بی آپس میں نہیں ملتے کہیں تو لڑکی کی قابلیت پر زور دیا جاتا ہے، کہیں حسن و جمال کی کیفیت پر، کہیں علم و لیاقت پر، کہیں اس کے اخلاق و خوبیوں پر، غرض ہر طرح لڑکی کو بے عیب پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن جب لڑکے والا یہ یقین کر کے کہ اب اس سے بہتر لڑکی کیا ہوگی رشتہ کر لیتا ہے تو پھر وہی لڑکی والا ہے جو کہتا ہے کہ بس یہی لڑکی ہے عیب ہے تو ہم کیا کریں۔ حالانکہ پہلے اس قدر تعریف کی تھی کہ کوئی حد ہی نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ کوئی شخص کسی کے اخلاق، کسی کی صورت کو نہیں بدل سکتا۔ مگر انسان اپنی زبان پر تو قابو رکھ سکتا ہے۔ پس چاہئے کہ اتنی ہی بات کرے جو فی الواقعہ ہے، بیہودہ لافوں کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قولوا قولاً سدیداً" (الاحزاب:۷۱) تقویٰ اختیار کرو اور دلی مطالب کے حصول کے لئے دھوکہ سے کام نہ لو۔ اگر دھوکہ کر کے مطلب پا بھی لوگے تو وہ کامیابی عارضی اور بہت سی ناکامی کا موجب ہوگی۔ مظفر و منصور ہونے کی کلید تقویٰ ہے۔ پس تقویٰ ہی سے کام لو۔ چالاکیاں چھوڑ دو۔ دھوکہ دہی کے نزدیک نہ جاؤ۔ اگر بغیر کسی لاف زنی کے جو اصل معاملہ ہے وہ ظاہر کر دیا جائے تو نہ لڑکی والوں کو شکایت ہو سکتی ہے، نہ لڑکے والوں کو کیونکہ جو وعدہ تھا پورا کر دیا"۔

"اسلام نصیحت کرتا ہے کہ "قولوا قولاً سدیداً" تقویٰ اختیار کرو، نکاح کے معاملہ میں جھوٹ نہ بولو۔ ہمارے زمانہ میں جھوٹ بہت بڑھ گیا ہے اور جس چیز کی بنیاد گناہ پر ہوگی وہ اخیر تک نقصان رساں ہوگی۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

سنو! میاں بی بی کا تعلق ایک گھنٹہ کا نہیں ساری عمر کا ہے۔ ساری عمر کا نہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں قیامت تک کا ہے کیونکہ اس تعلق کا اثر نسل در نسل چلنے والا ہے۔ پس یہ تعلق ایک دو دن کا نہیں بلکہ قیامت تک کا ہے جیسا بیج ہوگا ویسا ہی پھل لگے گا۔ عمدہ بیج جو بویا جاتا ہے تو یہ اس سال کے لئے نہیں بلکہ پھر وہی بیج ہے جو اگلے سال کے لئے بویا جائے گا اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا جائے گا۔ بعض علاقوں کی بعض پیداوار مشہور ہوتی ہے مثلاً عرب کی کھجور۔ یہ کیوں! اس لئے کہ بیج ایسا تھا اور اس کی غور و پرداخت اعلیٰ طریق پر ہوئی۔ اب اس کا اثر آج تک چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح میں بھی دینی طور پر ان باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ لڑکی ذات الدین ہو۔ لڑکے کے اخلاق خراب نہ ہوں۔ عرب میں گھوڑوں تک میں ذات کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ یورپ میں زراعت کے بارے میں احتیاط کرتے ہیں۔ یہی حال انسانی نسل کا ہے۔ جس نکاح کی بنیاد صدق و سداد پر ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھا گیا ہو ضرور ہے کہ اس پر نیک ثمرات مرتب ہوں"۔

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ ۲ تا ۵)

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

نام نہاد "مرد حق" کے
"اسلامی تحفے" پاکستانی "شاہینوں" کے لئے

اس سادگی پہ داد طلب ہیں جناب شیخ — چوروں کو احترام سے گھر میں بلالیا

(جالب)

> لاہور کے مشہور ادبی رسالہ "حکایت" (جنوری ۱۹۹۶ء) کے فکر انگیز اداریہ کا ایک اقتباس جس سے ایک آمر مطلق کے سیاہ کارناموں کی ایک نمایاں جھلک سامنے آتی ہے۔ خداتعالیٰ اہل پاکستان پر رحم فرمائے اور فرعون کے اثرات اور باقیات دونوں کی زنجیروں سے نجات بخشے تا وہ ملک جس کی تشکیل و تعمیر میں جماعت احمدیہ نے عظیم جہاد کیا جلد از جلد اقوام عالم کی صف اول میں ہو سکے کہ ہر ایک قدرت و طاقت اسی کو حاصل ہے۔ (دوست محمد شاہد)

رسالہ "حکایت" کے مدیر محترم تحریر فرماتے ہیں:-

"ہم "حکایت" میں اس اخلاق سوز لٹریچر کے خلاف واویلا بپا کرتے رہے ہیں مگر ہماری آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز بنی رہی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے فحاشی کا ایسا طوفان آیا کہ فضا کی لہریں طوفانی سمندر جیسی موجیں بن گئیں۔ قومی جذبے، دین و ایمان اور ملی وقار خس و خاشاک کی مانند اڑنے لگے اور اڑتے چلے جا رہے ہیں۔ سب سے زیادہ جو طبقہ متاثر ہوا ہے وہ نونہالوں اور نوجوانوں کا طبقہ ہے۔

جنسی آزادی کا یہ طوفان وی سی آر لایا ہے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ ہم بے حیائی اور سفلی جذبات کی اشتعال انگیزی کا یہ طوفان وی سی آر کے ذریعے خود لائے ہیں۔ وی سی آر تو ہمیں اور بھی بہت کچھ دکھا سکتا ہے لیکن ہم اس کے ذریعے بلو فلمیں اور انڈین فلمیں ہی دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ وی سی آر ایک ایسی لعنت ہے جو ہمیں ایک "مرد مومن، مرد حق" تحفے کے طور پر دے گیا ہے۔ وی سی آر پر پابندی عائد تھی اور سنجیدہ ذہن کے لوگ کہتے تھے کہ ہمارے ملک میں وی سی آر کی اجازت کبھی نہیں دی جائے گی۔ لیکن اسلامی حکومت اور شریعت کے نام نہاد علمبردار حکمران نے صرف دو سو روپے سالانہ فیس پر وی سی آر کو مسلمان کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ لعنت گھر گھر کے اندر پہنچ گئی۔ اگر ہم اس لعنت کے اثرات تفصیل سے بیان کریں گے تو یہ اعادہ ہوگا ان باتوں کا جو ہم کئی بار لکھ چکے ہیں۔ لکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیا آپ ان اثرات کو اپنی آنکھوں دیکھ نہیں رہے؟

وی سی آر کے سلسلے میں یہ کہنا کہ اس کے نشئی صرف نوجوان ہیں تو یہ نوجوانوں پر ایک بے بنیاد الزام ہوگا۔ یہ صحیح ہے کہ نوجوان اور نونہال فلموں کے زیادہ شیدائی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بچوں کے والدین ان سے زیادہ فلمیں دیکھتے اور اسے جائز تفریح سمجھتے ہیں۔ بچوں کو کسی بھی برے کام سے صرف والدین روک سکتے ہیں لیکن ابو اور امی انہماک اور دلچسپی سے انڈین فلمیں دیکھتے ہیں، اس سے بچوں کو یہی تاثر ملتا ہے کہ یہ لچرپن اور یہ بےحیائی جائز ہے، سب کو دیکھنی چاہئے۔

یہ ہیں اقبال کے شاہین بچے جنہیں انہوں نے یوں کہا ہے:

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

لیکن ہمارے بچے صرف اس آسمان میں دلچسپی رکھتے ہیں جس میں سیٹلائٹ اڑ رہے ہیں اور ان کے ذریعے دیس دیس کے پروگرام ہر دیس میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہ سہولت ڈش انٹینا نے عطا کر دی ہے۔ اب ہمارے بچے ہر آبرو باختہ ترقی یافتہ ملک کی وہ فلمیں اور ٹی وی پروگرام دیکھ سکتے ہیں جس میں عورت کو پوری طرح عریاں کر کے دکھایا جاتا ہے اور جنسی آزادی کے عملی مظاہرے بھی دکھائے جاتے ہیں .... ہمارے بچے کسی اور آسمان سے واقف نہیں۔ واقف ہونگے بھی تو کیا، سمندر پار کے مادر پدر آزاد کلچر نے ان کے بال و پر نوچ ڈالے ہیں۔

خاص طور پر ذہن میں رکھیں کہ سعودی عرب اور ایران میں ڈش انٹینا رکھنا ممنوع ہے۔

اب این ٹی ایم اور پاکستان ٹی وی بھی مغربی بےحیائی اور جنسی آزادی کے فروغ میں سرگرم ہو گئے ہیں۔ یہ نشریاتی ادارے موسیقی اور تفریح کے نام سے جو پاپ میوزک کا بے ہنگم شور اور اچھل کود دکھاتے ہیں، ان کا مقصد ان سے سوا کچھ بھی نہیں کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں اور چھوٹے بچوں میں بھی بے راہ روی اور بداخلاقی پیدا کی جائے۔ این ٹی ایم یا ایس ٹی این کو چلانے والے تو پاکستانی ہی ہیں لیکن وہ ایک غیر ملکی اور غیر مسلم ادارے کے ملازم ہیں۔ این ٹی ایم کے پروگرام تو ایسے ہیں جن کے متعلق اس کے سوا کوئی دوسری رائے ہو ہی نہیں سکتی کہ یہ ہمارے نوجوانوں کی ٹریننگ ہو رہی ہے کہ وہ اپنے کلچر کو الگ پھینک کر امریکی اور یورپی کلچر اپنائیں مثلاً "ویڈیو جنکشن"، "ایکٹنگ چیلنج ٹیک ٹو"، اور پھر "پرسونا چیلنج" اور پھر "ایکسپریس چیلنج" وغیرہ۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ اکثر نوجوان (لڑکے اور لڑکیاں) اپنے گھروں میں کمرہ بند کر کے ریکارڈ پلیئر پر کوئی فلمی گانا لگا لیتے ہیں اور اس پر ناچتے اور ایکٹنگ کرتے ہیں۔ پھر وہ این ٹی ایم کے ان پروگراموں میں شمولیت کے لئے بھاگ دوڑ کرتے اور اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

این ٹی ایم تو مغرب کا ادارہ ہے، ہم حیران ہیں کہ پاکستان ٹی وی کو کیا ہو گیا ہے۔ ہمارا یہ اپنا ٹی وی پاک سے پاپ کیوں بن گیا ہے؟ پاپ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں گناہ ...... اس کے علاوہ پاکستانی ٹی وی کا ایک پروگرام اور ہے جس میں فلمی گانے دکھائے جاتے ہیں۔ ہمارے ٹی وی کے بعض پروگرام ایسے بھی ہیں جن میں جنرل نالج کے سوالات پوچھے جاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بھی اس قسم کے سوالات پوچھے جاتے ہیں کہ فلاں فلم میں ہیروئن کون تھی۔ پھر ایک گانا سنایا جاتا ہے اور پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون سی فلم کا گانا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح فلمی کلچر کو بلکہ فلم کی ہر لعنت کو عوام اور ان کے بچوں کے ذہنوں میں ٹھونسا جا رہا ہے۔

یہ سب کیا ہے؟ ..... یہ کوئی تفریح نہیں بلکہ یہ اس لچرپن پر تفریح کا لیبل لگا ہوا ہے۔ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہمارے شاہین بچوں کے بال و پر نوچ دئے جائیں اور انہیں احساس ہی نہ رہے کہ ان کے سامنے آسمان اور بھی ہیں!

صحافت ایک بہت بڑی طاقت ہوتی ہے۔ کسی بھی آزاد ملک کی صحافت حکومت کو راہ راست پر لے آیا کرتی ہے۔ صحافت کی بنیاد ہے صداقت۔ امریکہ کی صحافت نے اپنے ایک طاقتور صدر نکسن کو عدالت میں کھڑا کر کے صدارت سے سبکدوش کرا دیا تھا۔ اگر ہم دوسرے آزاد ملکوں کی صحافت کے کارنامے سنانے شروع کر دیں تو ہم اصل موضوع سے ہٹ جائیں گے اور بات لمبی ہو جائے گی۔ ہم اپنی صحافت کی بات کرتے ہیں۔

تحریک پاکستان کے دوران ہندوستان کی مسلم صحافت نے ہندوؤں اور انگریزوں کے منہ پھیر دیئے تھے۔ مسلمان ایڈیٹر گرفتار ہوئے، ان کے پرچے بند ہوئے اور ان پر سنسر کی پابندیاں لگیں لیکن وہ کلمہ حق کہنے سے باز نہ آئے۔ آج اسی پاکستان کی صحافت ہے جو فحاشی اور لچرپن کو فروغ دے رہی ہے۔ جمعہ میگزین دیکھ لیں۔ فلمی ایڈیشن دیکھ لیں۔ اخباروں میں ہر روز بھارت کی ایکٹرسوں کے فوٹو چھپتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کی کہی ہوئی باتیں شائع کی جاتی ہیں۔ مقصد کیا ہے؟ .... اخبار زیادہ فروخت ہو۔ پڑھنے والے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے ذہنوں پر اور یہ تصویریں دیکھنے والے بچوں کے کردار پر اگر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں! ..... کچھ عرصے سے اخباروں نے یہ کشش بھی پیدا کر لی ہے کہ پچھلے صفحہ پر ایک یا دو یا تین خوبصورت لڑکیوں کی اکٹھی رنگین فوٹو چھاپی ہوئی ہوتی ہیں اور نیچے لکھا ہوتا ہے فلاں فنکشن میں شامل چند لڑکیاں۔

ہم حکایت میں حسن بن صباح کی تاریخ پیش کر رہے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ حسن بن صباح کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی تھی اور اس کے جو فدائین تھے وہ اس کے ایک اشارے پر خنجر اپنے دل میں اتار لیتے تھے۔ اس کے پیروکار اس کے رسمی مرید نہیں تھے بلکہ انہوں نے اپنی جانیں حسن بن صباح کے لئے وقف کر دی تھیں۔ اس نے انسان کی دو بہت بڑی کمزوریوں کو استعمال کیا تھا .... خوبصورت اور نوجوان عورت اور نشہ ....."۔

(حکایت لاہور جنوری ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۱ تا ۱۳)

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی اے مرے اے ناخدا
آیا ہے وقت خزاں اس قوم پر اندر بہار

اپنے علم کا فیض دوسروں تک بھی پہنچایئے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مخصوص علم کے حوالے سے ہی الفضل کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر بھجوائیں تو اس سے اخبار کی افادیت میں اضافہ ہوگا۔

(مدیر)

خدمت کے نئے انداز — ہوائی سفر کے لئے
احمدی بھائیوں کی اپنی قابل اعتماد ٹریول ایجنسی
INDO-ASIA REISEDIENST

دنیا کے گرد پھیلے ہوئے پانچ براعظموں میں کسی بھی ملک میں سفر کرنے کے لئے
مناسب داموں پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کریں

اسی طرح پاکستان کے مختلف شہروں کے بارعایت ٹکٹ کے حصول کے لئے
ہماری خدمات سے ضرور فائدہ اٹھائیں

جلسہ سالانہ قادیان کے لئے بکنگ جاری ہے

پی آئی اے کی خصوصی پیشکش

چار افراد پر مشتمل کنبہ کے لئے ٹکٹ میں ۱۰ فیصد رعایت

آپ جرمنی کے کسی بھی ائرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ، ڈائریکٹ لاہور اور اسلام آباد فضائی سفر کر سکتے ہیں

ہمارے ہاں انگریزی اور اردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کروانے کا بندوبست
بھی موجود ہے آپ کی خدمت کے منتظر

منیر احمد چوہدری ——— عبدالسمیع

Indo-Asia Reisedienst
Am Hauptbahnhof 8
60329 Frankfurt
Tel: 069 - 236181 Fax: 069 - 230794

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے ایک خاص تحریک بذریعہ اشتہار سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء کو فرمائی۔ اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ نے کل اندازہ خرچ جو دس ہزار روپے تھا کا دسواں حصہ ادا کیا اور اس کے لئے دہلی میں واقع اپنی ایک جائیداد فروخت کردی۔ ۱۸۹۸ء میں بھی ایک ضرورت کے وقت آپؓ نے حضورؑ کی خدمت میں ایک ہزار روپیہ تحفۃً پیش کیا تھا جسے حضورؑ نے بطور قرضہ قبول فرمایا تاکہ لوگوں کو یہ سبق دیا جائے کہ بیویوں کا مال ان کا اپنا مال ہوتا ہے۔ حضرت سیدہ اماں جان کی سیرت مبارکہ کے بعض واقعات محترمہ ستارہ مظفر صاحبہ کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۳ مئی کی زینت ہے۔

— ★ ★ ★ —

محترم کیپٹن ملک شیر محمد صاحب کا ذکر خیر محترم ملک سلطان احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۱۹ مئی میں طبع ہوا ہے۔ محترم کیپٹن صاحب ۱۹۰۸ء میں کتر ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ جوانی میں فوج میں بھرتی ہوئے اور ایک احمدی محترم ابراہیم صاحب کے نمونہ سے متاثر ہوکر حضور اقدسؑ کی کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ ۵۲ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ ۷۰ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ مقامی جماعت کے صدر بھی رہے اور اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے اپنے خرچ پر مسجد تعمیر کرنے کی اجازت چاہی تو حضورؒ نے دعا کی اور مسجد قبا نام بھی تجویز فرمایا۔ مسجد کے ساتھ آپ نے لائبریری اور مہمان خانہ بھی تعمیر کروایا اور ذاتی خرچ سے اخبارات و رسائل بھی مہیا فرمائے۔ ۲۶ مئی ۹۵ء کو وفات پائی۔

— ★ ★ ★ —

اگر کسی انٹرویو میں آپ سے پوچھا جائے کہ اپنی بہترین خوبی سے آگاہ کریں تو آپکا ایک جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ "میں دیانتدار اور محنتی ہوں"۔ لیکن یہ ایک عام سا جواب ہے، آپکے علاوہ کئی امیدوار بھی یہی خصوصیات رکھتے ہونگے، پھر آخر آپکو ہی کیوں منتخب کیا جائے؟۔ خدام الاحمدیہ برطانیہ کے رسالہ "طارق" نمبر ۲۔ ۹۶ء میں محترم لطیف مرزا صاحب انٹرویوز میں پوچھے جانے والے دس اہم سوالات کے کمزور جوابات کے مقابل بااعتماد اور پراثر جوابات دینے کی اہلیت کو عمدگی سے بیان کرتے ہیں۔

— ★ ★ ★ —

روزنامہ "الفضل" ۲۱ مئی میں محترم مرزا غلام حیدر صاحب کا ذکر محترم محمد رشید ارشد صاحب کے قلم سے ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔ آپ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۹ء میں حضرت خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ۳۵ء میں نوشہرہ آگئے اور وہاں قانونی پریکٹس شروع کی۔ سالہا سال تک بار ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ صوبائی امیر اور مقامی صدر کے طور پر بھی خدمت بجالاتے رہے۔ بہت متقی و پرہیزگار تھے۔ ۱۰ دسمبر ۷۸ء کو وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفین ہوئی۔

آئن سٹائن کا نظریہ کہ مادہ کو توانائی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی بنیاد بنا۔ چنانچہ ایٹم بم میں کسی بڑے عنصر کے ایٹم کو مخصوص طریق پر توڑ کر چھوٹے عناصر کے ایٹموں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور یہ طریق عملِ انشقاق کہلاتا ہے۔ دو چھوٹے ایٹموں کو ملاکر بڑے عنصر کا ایٹم بنایا جائے تو یہ عملِ اختلاط ہے اور یہ طریق ہائیڈروجن بم کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔

ایٹم بم کی تیاری کے لئے کم از کم چار کلو یورینیم چاہئے۔ پلوٹونیم ایک مصنوعی عنصر ہے جسے یورینیم سے بنایا جاتا ہے اور یہ بھی ایٹم بم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ہیروشیما پر یورینیم بم اور ناگاساکی پر پلوٹونیم بم گرایا گیا تھا۔ جہاں ایٹم بم کا دھماکہ ہو وہاں درجہ حرارت دس لاکھ سنٹی گریڈ سے تجاوز کر جاتا ہے اور تابکاری شعاعیں بھی خارج ہوتی ہیں۔ ہائیڈروجن بم میں ہائیڈروجن کے دو ایٹموں کو ملاکر ایک اور عنصر ہیلیم کا ایٹم بنایا جاتا ہے اور اس عمل میں ایٹم بم سے ہزاروں گنا زیادہ توانائی خارج ہوتی ہے لیکن یہ عمل کرنے کے لئے بہت زیادہ توانائی کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو ایٹم بم سے حاصل کی جاتی ہے۔ اس لئے ہائیڈروجن بم کے اندر ایک ایٹم بم بھی رکھنا پڑتا ہے۔

ماہنامہ "خالد" مئی ۹۶ء میں شائع شدہ محترم محمد نعمان صاحب طاہر کے دلچسپ مضمون میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امریکہ ۱۶ جولائی ۴۵ء کو ایٹمی دھماکہ کرکے دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت بنا تھا۔ روس ۴۹ء میں ایٹمی طاقت بنا اور ۵۲ء میں ہائیڈروجن بم بناکر امریکہ سے آگے نکل گیا لیکن صرف ڈھائی ماہ بعد امریکہ بھی روس کے ہم پلہ ہوگیا۔ برطانیہ ۵۲ء، فرانس ۶۰ء اور چین ۶۴ء میں ایٹمی طاقت بنے۔ یہ ممالک ہائیڈروجن بم بھی تیار کرچکے ہیں نیز بھارت، جنوبی افریقہ، برازیل اور اسرائیل کے پاس یا تو بم موجود ہیں یا وہ تیار کر سکتے ہیں اور کرہ ارض پر اس وقت اتنا ایٹمی اسلحہ موجود ہے جس سے اسے کئی بار تباہ کیا جاسکتا ہے۔

— ★ ★ ★ —

محترم فضل الٰہی بشیر صاحب یکم دسمبر ۱۹۱۸ء کو تلونڈی ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۳۱ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے۔ مدرسہ پاس کرکے ۴۲ء میں جامعہ احمدیہ سے مولوی فاضل کیا اور اپنی زندگی وقف کردی۔ پہلے حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر فوج میں خدمت کی اور ۴۶ء میں مستعفی ہوکر قادیان آگئے۔ ۴۷ء میں بحیثیت مربی مشرقی افریقہ گئے۔ انہی دنوں جماعت کینیا نے حضورؓ کی خدمت میں کئی ہزار روپیہ قادیان کی حفاظت کی خاطر پیش کیا۔ ۵۵ء میں ماریشس بھجوایا گیا جہاں آپکو مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ ۶۵ء میں فلسطین گئے اور دو سال بعد پاکستان واپس آئے۔ ۷۳ء میں سرینام اور گیانا میں تقرر ہوا۔ ۷۷ء میں فلسطین بھجوائے گئے جہاں سے ۸۱ء میں واپس آئے۔ آپ نے چند کتب بھی تصنیف کیں اور رسائل بھی جاری کئے۔ ماہنامہ "تشحیذالاذہان" مئی ۹۶ء میں شائع ہونے والے انٹرویو میں میدان تبلیغ میں اللہ تعالیٰ کی تائید کے واقعات بھی آپ نے بیان فرمائے ہیں۔

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

ہندوستان میں معصوم بچیوں کا قتل اور اس کی وجوہات

اخبار انڈی پنڈنٹ میں خبر شائع ہوئی ہے کہ ہندوستان میں ننھی بچیوں کے قتل کے واقعات آج کل بھی کثرت سے ہورہے ہیں۔ بعض بچیوں کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ بعض کو زہر دے دیا جاتا ہے یا کبھی ایسے واقعات ہوتے ہیں جیسے گجرات میں ہوا کہ ایک بچی کو اس کی ماں کے بازوؤں سے چھین کر ایک خالی گھر میں پھینک دیا گیا جہاں اس کی دردناک چیخیں کسی کا دل نہ ہلا سکیں اور بالآخر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئیں۔ بچیوں کے قتل کا ایک اور طریق یہ ہے کہ پیدائش سے قبل بچے کی صنف مختلف ٹیسٹوں (جیسے Amniocentesis, Ultrasound) کے ذریعہ معلوم کر لی جاتی ہے اور اگر بچی ہو تو حمل گرا کر مار دیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جبکہ باقی دنیا میں ہر سو مردوں کے مقابلہ میں ۱۰۵ عورتیں ہیں، ہندوستان میں ان کی تعداد صرف ۹۳ ہے بلکہ بعض علاقوں میں تو ۱۰۰ مردوں کے مقابلہ میں صرف ۸۵ عورتیں ہیں۔ اس پر اقوام متحدہ کے ادارہ یونیسف (Unicef) نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس سے زیادہ شرمناک بات اور کوئی نہ ہوگی کہ ہندوستان کی آبادی سے چار تا پانچ کروڑ بچیاں اور عورتیں غائب ہیں۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۹۶ء سے ہندوستان میں پیدائش سے پہلے بچہ کی جنس معلوم کرنا جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس حکم پر عمل بھی کرایا جاسکے گا یا نہیں۔

قرآن کریم میں پیش گوئی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ بچیوں کے قتل پر مؤاخذہ ہوگا۔ جیسے فرمایا "اور جب زندہ گاڑی جانے والی (لڑکی) کے بارہ میں سوال کیا جائے گا (کہ آخر) کس گناہ کے بدلہ میں اس کو قتل کیا گیا تھا" (۸۱:۹،۱۰)۔ چنانچہ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے وہاں بچیوں کے قتل کو ممنوع قرار دینے کے لئے ۱۸۷۰ء میں حکومت انگریزی نے قانون بنایا تھا جو اب تک وہاں جاری ہے لیکن افسوس کہ اس کی خلاف ورزی بدستور جاری ہے۔ حکومت ہندوستان کا نیا قانون بھی ایک لحاظ سے اسی کی ذیل میں آتا ہے۔

آگے چل کر اخبار مذکور بچیوں کے قتل کا ذمہ دار جہیز کی منحوس رسم کو ٹھہراتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ بچی کو اس لئے بوجھ تصور کیا جاتا ہے کہ اس کو پالنے پوسنے کا فائدہ تو کوئی ہے نہیں الٹا اس کے جہیز پر کثیر رقم خرچ کرنا پڑے گی۔ وہاں اکثر یہ کہاوت بیان کی جاتی ہے کہ لڑکی کی پرورش کرنا تو ہمسائے کے باغ کو پانی دینے کے مترادف ہے۔ غریب والدین کو اپنی بچی کو جہیز میں بائیسکل، ٹی وی، ریشمی ساڑھی اور سونے کے زیورات لازماً دینے پڑتے ہیں جس کا قرضہ وہ ساری عمر نہیں اتار سکتے۔ یہ رقم لڑکے کی تعلیم اور ملازمت وغیرہ کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے اور آئی سی ایس افسر کو داماد بنانے کے لئے کم از کم ساٹھ ہزار ڈالر کی رقم جہیز کے لئے درکار ہوگی۔ اخباروں میں اشتہار آتے ہیں کہ پیدائش سے پہلے پانچ سو روپیہ خرچ کر کے بچے کی جنس کا پتہ کروالیں اور بعد کے ہزاروں روپے بچائیں۔ بعض بچیاں جو اپنے غریب والدین سے سسرال کی خواہش کے مطابق جہیز نہیں لاسکتیں اور بعد میں بھی ان کے مطالبات پورے نہیں کر سکتیں ان کی ساری زندگی جہنم بنا دی جاتی ہے۔ بلکہ ایک خاصی تعداد کو مٹی کا تیل پھینک کر آگ میں جلا دیا جاتا ہے اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ تیل کا چولہا پھٹ گیا تھا۔ بے شمار بچیاں ساری عمر شادی کے انتظار میں بوڑھی ہو جاتی ہیں۔

بدقسمتی سے جہیز کے مطالبہ کی لعنت ہندوؤں کے زیر اثر پاکستان میں بھی آچکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان رسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا۔ مبارک ہیں وہ جو خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس جہاد میں شامل ہوتے ہیں اور کمزور بچیوں اور ان کے والدین کو ان کے دکھوں سے آزاد کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک فرمائی تھی کہ امیر لوگ جتنا خرچ اپنی بچیوں کی شادی پر کرتے ہیں وہ اس کا دسواں حصہ غریب بچیوں کی شادی پر بھی خرچ کریں۔ یہ بڑی مبارک اور خدا کا رحم جذب کرنے والی تحریک ہے۔ خدا ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

تعزیتی مجالس کے آداب بیان کرتے ہوئے "اخبار احمدیہ" لندن مئی، جون ۹۶ء میں محترم بشیرالدین سامی صاحب لکھتے ہیں کہ پسماندگان سے تعزیت اور انکی تقویت کے لئے ارشاد الٰہی انا للہ و انا الیہ راجعون کی تکرار اور اس آیہ مبارکہ کے معانی کا بیان ہی افسوس کے سب کلمات سے ارفع و اعلیٰ اور مؤثر ہے اور اکابر کا بھی یہی دستور ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے۔۔ ... بعض مشاہدات کی روشنی میں آپ لکھتے ہیں کہ بعض تعزیت کے لئے جانے والے خوش گپیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں یا بہت دیر تک وہاں بیٹھ کر اہل خانہ پر بوجھ بن جاتے ہیں اسلئے مناسب وقت تک بیٹھیں، اہل خانہ سے ہمدردی کا اظہار اور انہیں صبر کی تلقین کریں اور متوفی کے لئے دعا کرتے ہوئے رخصت کی اجازت لیں اور دوسرے آنے والوں کے لئے جگہ خالی کردیں۔ اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ گھر والوں کو بھی تنہائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

22/07/1996 - 31/07/1996

Monday 22nd July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner- Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 17 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab 18.7.96 (R)
02.00	Around The Globe - Documentary: 'Shoe Factory' - Holland (R)
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 21 (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Mulaqat - with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends 21.7.96
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 17 (R)
07.00	A Letter From London
08.00	Siraiky Programme -Friday/Sermon 15.9.95
[illegible]	Liqaa Ma'al Arab 18.7.96 (R)
10.00	Urdu Programme - Speech on 'Seerat-un-Nabi - by Maulana Abdul Basit Shahid - Part 1
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 21 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner- Quiz - Atfal - Badin vs Karachi
	Indonesian Programme
	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - Rec 22.7.96 (N)
15.00	M.T.A. Sports - Cricket for MTA (in Russia)
16.30	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.30	Turkish Programme-
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 26 (N)
19.00	German Programme 1) Begegnung mit Hadhrat Khalifatul Masih IV 2) Cooking Program
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 22 (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Philosophy of the Teachings of Islam - No 5
22.00	Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 22.7.96 (R)
23.00	Learning French
23.30	Various Programme

Tuesday 23rd July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 26 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	M.T.A. Sports - Cricket for MTA (in Russia)
03.30	Learning Languages With Huzur Lesson No. 22 (R)
04.30	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 22.7.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 26 (R)
07.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
07.30	Philosophy of the Teachings of Islam - No 3 (R)
08.00	Pushto Programme - F/S 12.8.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages with Huzur Lesson No 22 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Various Programme
12.50	From The Archives - Friday /Sermon 10.3.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - Rec 23.7.96 (N)
15.00	Medical Matters - Health of Mother and Child - Part 4
15.30	A Talk with a New Convert - Mohammed Akhtar Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. (N)
17.00	Norwegian Programme - Islami Usul Ki Philosophy No 13
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 18 (N)
19.00	German Programme - 1) Kinderquiz 2) Lajna Discussion
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 23 (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 23.7.96 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen No 15 (N)

Wednesday 24th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 18 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Medical Matters - Health of Mother and Child - Part 4
02.30	A Talk with a New Convert - Mohammed Akhtar Sahib
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 23 (R)
04.00	Learning Chinese (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen No 15 (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 23.7.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 18(R)
07.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
07.00	Various Programme
08.00	Russian Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 23 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Quiz Programme - from Rabwah
13.00	Indonesian Programme
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - Rec 24.7.96 (N)
15.00	M.T.A. Variety - Abdul Kareem Qudsi Sahib ke Saath ek Shaam
15.30	Various Programme
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran - Lesson No 27 (N)
19.00	German Programme 1) Quiz Programm 2) A Visit of Hadhrat Khalifatul Masih IV
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 24 (N)
21.00	M.T.A Life Style - 'Al Maidah' - Daal Maash
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih - 24.7.96 (R)
23.00	Learning Arabic Lesson No 9
23.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm

Thursday 25th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran - Lesson No 27 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	MTA Variety - Abdul Kareem Qudsi Sahib ke Saath Ek Shaam (R)
02.30	Various Programme
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 24 (R)
04.00	Learning Arabic Lesson No 9 (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 24.7.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 27(R)
07.00	MTA Lifestyle - Al Maidah - "Daal Maash" (R)
08.00	Sindhi Programme - Friday / Sermon 19.8.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme - Seerat Hadhrat Masih Maood (as) "Aina Jamal" by Mirza Bashir Ahmad - Part II
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 24 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Various Programme
13.00	Chinese Programme:
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih - (N)
15.00	Quiz Prog - on Islami Usul ki Philosophy - Rabwah, Karachi, Multan
15.30	Hua Mein Terey Fazlon Ka Munadi
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 19 (N)
19.00	German Programme - 1) Sports Program 2) Children Program
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 25 (N)
21.00	M.T.A. Entertainment - Moshaira Yaume Masih Maud - Part 2
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih - (R)
23.00	Learning Norwegian Lesson
23.30	Various Programme

Friday 26th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 19 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - on Islami Usul ki Philosophy - Rabwah, Karachi, Multan
02.30	Hua Mein Terey Fazlon ka Munadi (R)
03.00	Learning Languages with Huzur (R)
04.00	Learning Norwegian Lesson (R)
04.30	Various Programme
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib - Lesson No 19(R)
07.00	M.T.A Entertainment - Moshaira Yaume Masih Maud - Part 2 (R)
08.00	Pushto Programme -
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon - Live -By Hadhrat Khalifatul Masih IV - 26.7.96 from Islamabad, UK
14.15	Various Programme/Nazms
15.20	Proceedings of Jalsa Salana 1996, UK: Hoisting of The Lawa-e-Ahmadiyyat (Ahmadiyya Flag) - by Hadhrat Ameerul Momineen Khalifatul Masih IV - Live - 26.7.96
15.30	Recitation from the Holy Quran with Urdu Translation Urdu Poem
16.00	Opening Address (Live)- by Hadhrat Ameerul Momineen Khalifatul Masih IV J/S UK, 26.7.96
19.00	Various Programme
20.00	Live Majlis-e-Irfan in Urdu from Islamabad, UK - with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 26.7.96
21.30	Various Programme
22.00	Friday Sermon (R)- By Hadhrat Khalifatul Masih IV from Islambad, UK -26.7.96
23.15	Various Programme

Saturday 27th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 28(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Variety
03.30	Opening Address (R) - by Hadhrat Khalifatul Masih IV 26.7.96 - J/S UK
07.00	Interview / Various Programme
07.45	Friday Sermon (R) - By Hadhrat Ameerul Momineen Khalifatul Masih IV - 26.7.96
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Proceedings of Jalsa Salana UK: Recitation from the Holy Quran with Urdu translation Urdu Poem
10.15	The Holy Quran - by Saleem Ahmad Malik, Secretary Tabligh UK
10.40	The Noble Character of the Promised Messiah "he is pleased with your humble ways" - by Maulana Ataul Mujeeb Rashed, Imam of the London Mosque
11.10	The Golden Principles for Proper Upbringing of Children by Mr Aftab Ahmad Khan, Amir UK
11.40	Poem
11.45	Live Address: Hadhrat Ameerul Momineen Khalifatul Masih IV (in Ladies Jalsa Gah), Islamabad, UK - J/S 27.7.96
13.30	Various Programme/Nazms
14.30	Question Time - (R) - Majlis-e-Irfan in Urdu - 26.7.96
16.00	Proceedings of Jalsa Salana UK: Recitation from the Holy Quran with Urdu translation Urdu Poem
16.20	Live Address: by Hadhrat Ameerul Momineen Khalifatul Masih IV - Islamabad, UK - J/S 27.7.96
19.30	Nazm / Various Programme
20.00	Learning Languages with Huzur
21.00	Address in Ladies Jalsa Gah (R) - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - 27.7.96
23.00	Various Programme

Sunday 28th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Various Programme
02.30	Address (R) - by Hadhrat Khalifatul Masih IV - 27.7.96 (3rd Session)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashed Sahib (R)
07.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
07.30	Celebration of 24hr MTA Transmission - Mauritius
08.30	Children's Quiz Programme
09.00	Various Programme
10.00	Proceedings of Jalsa Salana UK :Recitation from the Holy Quran with Urdu Translation, Urdu Poem
10.15	The Most Gracious Conduct of the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, towards his children and members of family - by Mr Zahid Khan, President Gillingham Jama'at
10.40	The Importance of Dawate Illalah and the Urgency of the Time - by Dr Iftikhar Ahmad Ayaz, Sadr Majlis Ansarullah UK
11.10	Short Speeches by Distinguished Guests
11.30	International Majlis-e-Irfan (Question/Answer Session) - with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 28.7.96
13.00	International Bai'at (Initiation Ceremony) - 28.7.96
13.30	Various Programme/ Nazms
14.30	Celebration of 24hr MTA Transmission - Gambia
15.30	Interview of Different Dignitaries
16.00	Proceedings of Jalsa Salana UK: Recitation of the Holy Quran with Urdu Translation Urdu Poem
16.40	Concluding Address (Live): by Hadhrat Ameerul Momineen Khalifatul Masih IV
20.30	Various Programme
22.00	International Majlis-e-Irfan (Question & Answer Session) 28.7.96 (R)
23.00	Various Programme

Monday 29th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Various Programme
02.30	Concluding Speech (R) by Hadhrat Khalifatul Masih IV - J/S UK 28.7.96
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 29(R)
07.00	A Letter From London
08.00	Siraiky Programme - Friday/Sermon 9.2.96
09.00	Liqaa Ma'al Arab- Rec (R)
10.00	Urdu Programme - Speech on Seerat-un-Nabi - Part II - by Maulana Abdul Basit Shahid
11.00	Learning Languages With Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Holy Prophet's Day by Waqfeene Nau - Karachi - Part I
13.00	Indonesian Programme.
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - (N)
15.00	MTA Sports -Kabbadi Match - Final Lahore Vs Rabwah
16.30	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.30	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme - 1) Ihre Fragen 2) Willkommen in Deutschland
20.00	Learning Languages With Huzur
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Philosophy of the Teachings of Islam - No 6
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV- (R)
23.00	Learning French
23:30	Various Programme

Tuesday 30th July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Sports - Kabaddi Match - Final Lahore Vs Rabwah (R)
03.30	Learning Languages With Huzur(R)
04.30	Learning French (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV- (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
07.30	Philosophy of the Teachings of Islam - No 6
08.00	Pushto Programme - Friday Sermon 19.8.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur(R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Holy Prophet's Day by Waqfeene Nau - Karachi - Part II
13.00	From The Archives - F/S - 17.3.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV -(N)
15.00	Medical Matters : Kidney and Thyroid Problems - Part I
15:30	Conversation with a new convert - Mushtaq Ahmad
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (New)
17.00	Norwegian Programme - Islami Usul Ki Philosophy No. 14
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 30
19.00	German Programme - 1) Kinder Program 2) Rede v Herrn Hadayatullah Hubsh
20.00	Learning Languages With Huzur (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen No 16 (N)

Wednesday 31st July 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 30(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters - Kidney and Thyroid Problems - Part I (R)
02.30	Conversation with a new convert - Mushtaq Ahmad(R)
03.00	Learning Languages With Huzur (R)
04.00	Learning Chinese - (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen No 16 (R).
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 30
07.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
07.30	Various Programme
08.00	Russian Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Holy Prophet's Day by Waqfeene Nau - Karachi - Part III
13.00	African Programme
14.00	Natural Cure - Homeopathy With Hadhrat Khalifatul Masih IV - (N)
15.00	MTA Variety -
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme 1) Quiz Show Lajna 2) Zeit Zum Diskutieren
20.00	Learning Languages With Huzur (N)
21.00	MTA Life Style - Al Maidah - "Ras Malai""
22.00	Natural Cure - Homeopathy With Hadhrat Khalifatul Masih IV - (R)
23.00	Learning Arabic Lesson No. 10
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

Please note:
Programmes and Timings may change without prior notice.
All times are given in British time.
For more information please phone or fax.
+ 44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, July 19, 1996 No. 29

حاصل مطالعہ

ہفت روزہ "آج کل" کے ۷ تا ۱۰ ستمبر ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں صفحہ نمبر ۱۸ اور ۱۹ پر جناب تنویر قیصر شاہد صاحب کی ایک تحریر بعنوان "مکتب عشق کا نرالا دستور مرزائی، احمدی اور گستاخ رسول" شائع ہوئی ہے۔ جو مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے ہمیں امریکہ سے بھجوائی ہے۔ یہ تحریر ذیل میں قارئین کی دلچسپی کے لئے شائع کی جاتی ہے۔ تنویر قیصر شاہد صاحب لکھتے ہیں:۔

ہفت روزہ "آج کل" کے ایک گزشتہ شمارے (۱۷ تا ۲۳) اگست ۱۹۹۵ء میں جناب خالد احمد نے اپنے مضمون "ایک بوکھلایا ہوا معاشرہ" میں وطن عزیز میں عدم رواداری اور فرقہ پرستی اور ارتدادی فتووں کے روز افزوں اور تیزی سے پھیلتے ہوئے مہیب خیالات و نظریات کی بڑے جچے تلے انداز میں عکاسی کی ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون کے صفحہ ۲۳ پر دوسرے پیراگراف میں رقم کیا ہے: "وزیر اعلیٰ پنجاب پر ہمیشہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ احمدی ہیں جس کی انہوں نے تردید کی ہے۔ یہ ان کا نجی معاملہ ہے۔ یہ ممکن ہے ایک شخص احمدی گھرانے میں پیدا ہوا ہو لیکن خود احمدی نہ ہو لیکن ان کے مخالفین نے اس ضمن میں انہیں ہمیشہ کھونٹی پر لٹکائے رکھا ہے۔ جب گزشتہ دنوں ان کے والد کا انتقال ہوا تو وہ جنازے میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ اس طرح ان پر ارتداد کے الزام کا خدشہ تھا۔ یہ ایک سیاست دان کی بہت بڑی جذباتی قربانی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے سماج پر چھائی ہوئی عدم رواداری اور مذہبی تعصب کے سامنے اعتراف شکست بھی تھا۔ لیکن بحران اس وقت پیدا ہوا جب اخبارات نے صدر فاروق لغاری کی ان سے تعزیت کی رپورٹیں شائع کیں کیا کسی احمدی کے لئے فاتحہ پڑھنا شرعاً جائز ہے؟ ایک مرتبہ پھر اخبارات نے علماء سے رابطہ کیا جنہوں نے فیصلہ دیا کہ جو مسلمان احمدی کی وفات پر فاتحہ پڑھتا ہے وہ زندیق ہو جاتا ہے۔ اس غیر سرکاری فتوے کے بعد صدر مملکت جنہیں آئین کی رو سے مسلمان ہونا چاہئے، کو ارتداد اور نا اہلیت کے خطرے کا شکار کر دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ وٹو کی طرح صدر بھی دباؤ میں آگئے اور ان کے نمائندے نے وضاحت کی کہ انہوں نے صرف تعزیت کی تھی فاتحہ نہیں پڑھی تھی۔ اخبارات تو بک گئے لیکن منظور احمد وٹو اور صدر لغاری کو عقیدے سے خارج ہو جانے کا خوف لاحق ہو گیا"۔

جناب خالد احمد نے اس ضمن میں معروف عالم سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کا ذکر نہیں کیا جنہیں احمدی ہونے کے جرم میں چند برس قبل پاکستان کی سرزمین پر تضحیک اور ذلت کا نشانہ بنانے کی قابل مذمت کوشش کی گئی۔ وہ نوبل انعام پانے کے بعد خوشی خوشی اپنے وطن آئے۔ ان کے اعزاز میں پنجاب یونیورسٹی میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جب وہ تقریر کرنے ڈائس پر آئے تو ایک طلباء تنظیم سے وابستہ طلباء کے ایک گروہ نے ان پر کرسیوں اور جوتوں سے حملہ کر دیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام یقیناً اس "حسن سلوک" سے متاثر ہونگے کہ یہ سلوک واقعی ناقابل فراموش تھا۔ پاکستانیوں کو چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے قابل فخر سپوت کو آنکھوں پر بٹھاتے جس نے ان کے ملک کا نام روشن کیا تھا مگر انہیں اس کے برعکس سلوک کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں احمدی ہونے کی ایک ایسی وحشت ناک سزا دی کہ وہ اسے کبھی نہ بھول سکے۔

کیا ہم بہ حیثیت مجموعی ایک غیر شائستہ اور غیر مہذب قوم کا روپ دھار چکے ہیں؟ ایسی قوم جو تحمل اور بردباری کے مستحسن عناصر سے تہی دست ہے؟ کیا ہم میں اسلامیت اس قدر راسخ ہو گئی ہے کہ ہم کسی بھی غیر مذہب اور مسلک کے پیروکاروں کو زندہ رہنے کا حق نہیں دینا چاہتے۔ پاکستان میں اب یہ خیال فیشن بن گیا ہے کہ اپنے کسی بھی سیاسی اور برادری کے دشمن کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنا ہو تو اس پر مرزائی، احمدی اور گستاخ رسول ہونے کا لیبل لگا دیں تو اسے راستے سے ہٹانا بالکل آسان ہو جائے گا۔ اپنی تمام ناکامیوں اور ملک کے اندر بدامنی کی فضا کو مرزائیوں، قادیانیوں اور احمدیوں کے کھاتے میں ڈال کر گلوخلاصی کروالینا آسان نسخہ بن گیا ہے۔ ایسے لوگوں میں مولانا فضل الرحمان بھی شامل ہیں جو خیر سے ایک سابق مفتی کے صاحبزادے ہیں اور جن کے بارے میں شیخ رشید احمد نے اپنی تازہ ترین کتاب "فرزند پاکستان" میں صفحہ ۱۷۱ پر یہ الفاظ لکھے ہیں:

"خارجہ امور کی کمیٹی کے چیئرمین ایسے شخص کو بنایا جاتا ہے جو خارجہ امور کے نام پر خارجہ امور کے لئے کم اور ڈیرہ اسماعیل خان کے (اپنے) مدرسہ کے لئے دوسرے ملکوں سے چندہ جمع کرنے میں مصروف رہا ہے اور اپریل ۱۹۹۵ء میں بھی کویت میں ایمبیسی نے جن شیخوں سے ان کی ملاقات رکھوائی وہ ان کویتی شیخوں سے ملکی امور سے زیادہ مدرسہ کے لئے زکوٰۃ کے حصول میں زیادہ جدوجہد کرتا رہا"۔

یہی مولانا فضل الرحمان صاحب گزشتہ سال واشنگٹن تشریف لائے۔ انہوں نے پاکستانی سفارت خانہ کی کوششوں اور انتظام کے تحت پاکستانیوں اور غیر ملکیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرنا تھا اور اس مجمع میں کشمیر کے حوالے سے پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بارے میں باتیں کرنا تھیں۔ راقم التحریر بھی اس جلسے میں موجود تھا۔ موصوف جب خطاب کرنے آئے تو پاکستان کے خارجہ امور پر کم اور پاکستان میں اسلامائزیشن کے حوالے سے زیادہ گفتگو کرنے لگے۔ حاضرین نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو کشمیر کے حوالے سے باتیں سننے آئے ہیں، وہی کی جائیں اور چونکہ حاضرین میں زیادہ تر وہ لوگ شامل تھے جو انگریزی داں اور انگریزی خواں تھے، اس لئے انگریزی میں خطاب کیا جائے۔ مولانا اس مطالبے پر ناراض ہو گئے کہ وہ انگریزی میں خطاب کرنے میں نا اہل ہیں۔ اس پر جلسے میں شور مچ گیا اور یہ تقریب جس پر پاکستانی سفارت خانے کا ہزاروں ڈالر کا سرمایہ صرف ہوا تھا منتشر ہو گئی۔ بعد ازاں مولانا فضل الرحمان نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ واشنگٹن میں میرے جلسے کو امریکہ میں مقیم احمدیوں نے درہم برہم کیا۔ یہ بیان سراسر جھوٹ پر مبنی تھا اور انہوں نے دانستہ دروغ گوئی سے کام لے کر اپنی نا اہلیت پر پردہ ڈالنے کی جسارت کی۔ اور مینشن کے مطابق اپنی ناکامی کو احمدیوں کے کھاتے میں ڈال کر بری الذمہ ہونے کی جسارت کی۔

ایک مرتبہ راقم الحروف معروف مورخ اور دانشور ڈاکٹر مبارک علی سے ان کا طویل انٹرویو کرنے ان کے دولت کدے پر حاضر ہوا۔ گفتگو کے دوران انہوں نے کہا کہ پاکستان میں بنیاد پرستی اور ملائیت کی تقویت کی بنیادیں ذوالفقار علی بھٹو نے رکھیں۔ انہوں نے مولوی حضرات کے سامنے گھٹنے ٹیک کر آئین میں ترمیم کرتے ہوئے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر دراصل اس مہیب راہ کا دروازہ کھولا جس کے آگے ضد، ہٹ دھرمی اور ترقی پسندی سے دشمنی کا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ مگر جب ایک بار احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا، اس کے بعد ان سے دشمنی اور ان کو دیس نکالا دئے جانے اور ان کو کلیدی عہدوں سے ہٹا دینے کا مطالبہ چہ معنی دارد؟ ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ ملک میں جب کسی احمدی کو قتل کیا جاتا ہے تو اس کی مذمت میں کوئی آگے نہیں بڑھتا۔ گویا احمدی ہونا ایک غیر انسان ہونے کے مصداق ہے۔ قائداعظم یونیورسٹی میں فزکس کے نامور عالم اور استاد کو دن دیہاڑے ان کے گھر میں قتل کر دیا گیا مگر افسوس ان کے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں آج تک حکومت اور یونیورسٹی نے کوئی اقدام نہ کیا۔ صرف اتنا کہہ کر خاموشی اختیار کر لی گئی ہے کہ مقتول احمدی تھا اور انہیں کسی "بندہ مومن" نے قتل کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر قتل کے خون پر بے حسی کی مٹی ڈال دی گئی اور وابستگان کے لبوں پر جبر کی مہر ثبت کر دی گئی۔

غیر ممالک میں انہیں واقعات کی بنیاد پر اخبارات و جرائد میں ہماری خوں آشامی کے تذکرے ہوئے ہیں جو قطعی غیر مستحسن ہیں۔ اس سے ہماری سبکی تو ہوتی ہی ہے، ہماری قومی انا اور مہذبانہ اطوار زندگی کو بھی ٹھیس لگتی ہے۔ ہماری بے حسی اور اخلاقی بے راہ روی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ احمدیوں کو آئین نے بھی جن حقوق سے نواز رکھا ہے ان کی حمایت کرنے والا کوئی بھی شخص احمدیوں کے دشمنوں کے نزدیک گردن زنی قرار پاتا ہے۔ ان کے حقوق کے غصب ہونے اور ان کے جائز مطالبات کی پامالی پر کوئی بھی شخص احتجاج کرنے کو آگے نہیں بڑھتا۔ اور نہ ہی اخبارات و جرائد میں ان کو بآسانی جگہ ملتی ہے۔ احمدیوں میں یہ مایوسی اوپر کے درجے تک جا پہنچی ہے۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ ایک بار میں سابق ائر وائس مارشل ظفر چوہدری کا انٹرویو لینے گیا۔ باتوں باتوں میں راقم نے ان سے پوچھا کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں شنید ہے کہ احمدیوں کا کردار قومی اعتبار سے غیر مناسب تھا؟ میرا سوال سن کر ظفر چوہدری صاحب نے کہا "آپ کو معلوم ہے کہ لوگ مجھے احمدیوں کی صف میں شمار کرتے ہیں۔ اگر میں احمدیوں کی حب الوطنی کی وکالت کروں گا، ان کے حقوق کی بات کروں گا تو میرے یہ خیالات اور بیانات کون چھاپے گا؟" اور انہوں نے پھر بڑے تاسف سے سرہلا کر کہا تھا "کوئی نہیں شائع کرے گا"۔

۱۹۷۴ء میں احمدیوں کے خلاف نفرت اور عداوت ملکی سطح پر پھیل گئی۔ ان گنت لوگ موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ احمدیوں کے خلاف نفرت کی بنیاد وہ واقعہ بنا تھا جس میں مبینہ طور پر ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر احمدیوں نے کالج کے طلباء کی ایک ٹرین کے ساتھ غیر مناسب سلوک کیا۔ سارے ملک میں فساد اور انارکی پھیل گئی۔ راقم ان دنوں واہ کینٹ میں مقیم تھا۔ وہاں کی جامع مسجد کے خطیب نے ایک روز ایک بہت بڑا جلوس احمدیوں کے خلاف نکالا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اچانک علامہ اقبال کے خلاف باتیں شروع کر دیں اور فرمانے لگے کہ اقبال کا کلام بھی ممنوع قرار دینا چاہئے کیونکہ ان کی رگوں میں ان کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد (جو مذہباً احمدی تھے) کی تربیت دوڑ رہی ہے۔ وہ انگلستان میں خرچہ بھجواتے تھے جو ظاہر ہے حرام کا تھا۔ چنانچہ کلام اقبال سے مقاطع ضروری ہو گیا ہے۔ اسلامی حمیت سے سرشار شرکت کنندگان نے حمایت میں سرہلا دیا۔ مجھے جب یہ واقعہ یاد آتا ہے، اپنی قومی کور ذوقی پر ترس آتا ہے اور افسوس بھی کہ ہم نے اپنی دینی عنانیں جن علماء کے ہاتھوں میں دے رکھی ہیں ان کے مبلغ علم اور وسعت قلبی کا یہ عالم؟

ستم ظریفی یہ ہے کہ پاکستان سے جو لوگ معاش کے حصول میں غیر ممالک ہجرت کر گئے، عدم رواداری اور دوسروں پر اپنے مذہبی اور سیاسی جذبات مسلط کرنے اور ٹھونسنے کی مجہول اور قابل مذمت عادت بھی ساتھ لے کر گئے۔ اس سلسلے میں احمدیوں سے نفرت سب سے سوا ہے۔ راقم گزشتہ سال امریکہ میں مقیم تھا۔ نیویارک میں کوئینز کے علاقے میں ایک جگہ جیکسن ہائٹس ہے جہاں ہندو دکانداروں کی اکثریت ہے۔ اسی علاقے میں پاکستانیوں نے بھی دکانیں کھول لی ہیں جن میں کیفے اور ہوٹل بھی ہیں۔ ایک روز میں اس علاقے میں گیا تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ سڑک کے بیچوں بیچ سفید پینٹ سے موٹے موٹے حروف میں لکھا گیا تھا کہ اس علاقے میں فلاں فلاں ہوٹل قادیانیوں کا ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ ان کافروں کے ہوٹل میں کھانا نہ کھایا جائے۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ مسلمان قادیانیوں کے ہوٹل میں کھانا کھانے سے پرہیز کرتے اور ان دونوں مرزائیوں کے ہوٹلوں کے سامنے واقع ایک ہندو کے گندے اور غیر معیاری ہوٹل سے کھانا کھانے کو ترجیح دیتے۔ دوسری طرف نیویارک اور واشنگٹن میں مقیم میں بہت سے پاکستانی مسلمانوں کو ذاتی حیثیت سے جانتا ہوں جنہوں نے اپنے اسلام اور اسلامی محبت کو آسانی سے ایک طرف رکھ کر احمدیت کا سرٹیفکیٹ پیش کر کے سیاسی پناہ اور بعد ازاں گرین کارڈ حاصل کئے۔ ایسے ہی ایک دوست سے جو لاہور کی ایک معروف مسجد کے خطیب کے صاحبزادے ہیں اور انہوں نے خود کو احمدی ہونے کا اقرار کر کے نیویارک میں سیاسی پناہ حاصل کر رکھی ہے، سے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو بڑے جرات مند طریقے سے فرمایا "مجبوری کے عالم میں سور کھانا حلال ہے"۔ گزشتہ کچھ مدت سے بعض لوگوں نے اپنی پاکستانیت اور اسلامیت مزید مستحکم کرنے اور خود کو مہا مسلمان ثابت کرنے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ احمدیت اور یہودیت ہم وزن، ہم پلہ اور ہم مسلک ہیں۔ گزشتہ دنوں لاہور کے ایک قہوہ خانے میں اسی موضوع پر بحث ہونے لگی تو ایک ستم ظریف نے کہ وہ لاہور کے ایک بڑے قومی اخبار کے معروف کالم نویس ہیں، نے ارشاد فرمایا کہ احمدیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے ہمیں بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہئے اور پھر خود ہی "قربانی" کی تشریح کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ اب دیکھئے ناں کہ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی ہماری ملی تاریخ کے کتنے بڑے ستون ہیں۔ ہمیں ان کے افکار اور خدمات کے تذکرے کو بھی اپنی کتابوں سے خارج کر دینا چاہئے کیونکہ ان دونوں بھائیوں کے بڑے بھائی ذوالفقار علی قادیانی ہو گئے تھے اور چونکہ انہوں نے اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کی تربیت کی تھی اور انہیں مالی امداد سے نوازتے تھے اس لئے "علی برادران" کو بھی ملی تاریخ سے دیس نکالا ملنا چاہئے"۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ (مینیجر)

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد